خلیل جبران
ترجمہ: سجاد ظہیر
میری سُنو
خلیل جبران کی مشہورِ زمانہ تصنیف THE PROPHET کا ترجمہ
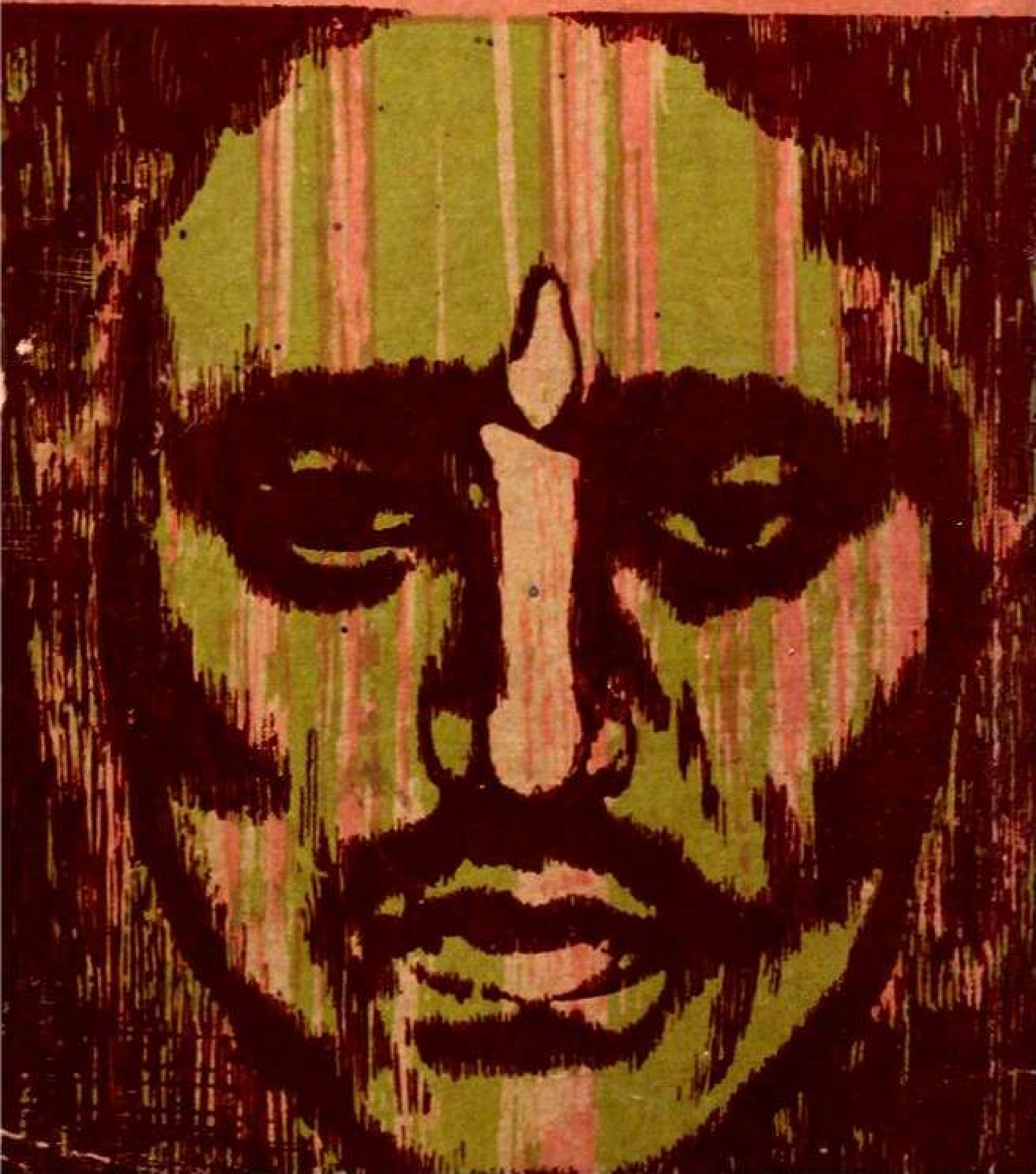
یہ خلیل جبران کی معرکتہ الآرا تصنیف **THE PROPHET**
کا عام فہم ترجمہ ہے۔ اس کا ترجمہ دنیا کی تقریباً سبھی مہذب زبانوں میں
ہو چکا ہے۔ حیات و ممات کے متعدد مسائل پر اچھوتے خیالات و
نظریات جو آپ کے دل و دماغ کو تازگی تو پہنچائیں گے ہی،
آپ کو نئی سمت میں سوچنے کی تحریک بھی عطا کریں گے۔
ترجمہ کیا ہے اردو کے مشہور ادیب جناب سجاد ظہیر نے۔

بکس

پرائیویٹ لمیٹڈ
جی۔ ٹی۔ روڈ
شاہدرہ۔ دہلی ۳۲

(کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی)

میری سنو

خلیل جبران

مترجمہ: سجّاد ظہیر
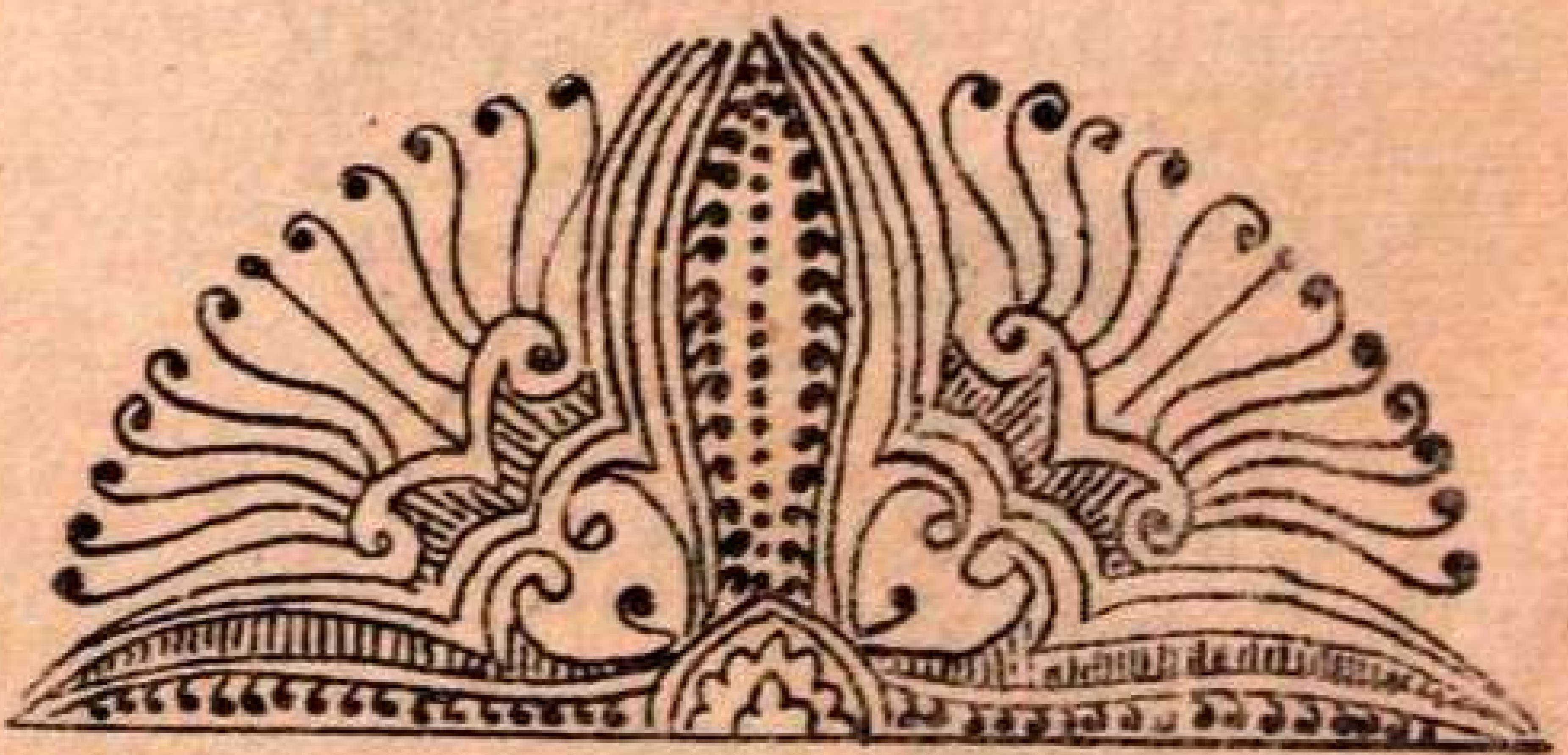
MERI SUNO

MORALITY

KHALIL GIBRAN

Price : Rs. 2·00

منتخب و محبوب المصطفیٰ نے، جو خود اپنی ذات کے روزِ روشن کی صبح کی تابندگی تھا، شہر آرفلیز میں بارہ برس تک اپنے اس جہاز کا انتظار کیا تھا، جو واپس آکر اُسے اس جزیرہ کو لے جانے والا تھا، جہاں اُس کی جائے پیدائش تھی۔

اور بارہ برس گزر جانے کے بعد، ایلول، فصل کٹنے والے مہینے کے ساتویں دن وہ شہر پناہ کی دیوار کے باہر والی اس پہاڑی پر چڑھا جہاں سے سمندر دکھائی دیتا تھا اور اُسے کہروں سے گھرا ہوا وہ جہاز دکھائی دیا۔

تب اس کے دل کے دروازے کھُل گئے اور اس کی مسرت، ایک پرندے کی طرح سمندر کی طرف اُڑ گئی۔ اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی رُوح کی خاموشیوں میں اُس نے دعا مانگی۔

لیکن جب وہ پہاڑی سے نیچے اُترنے لگا تب اس پر غمگینی طاری

ہوگئی اور اس نے اپنے دل میں سوچا:

یہ کیسے ممکن ہے کہ میں خاطر جمعی کے ساتھ اور بغیر رنج کے چلا

جاؤں؟ نہیں بغیر روحانی زخم کے اس شہر کو چھوڑ کر چلا جانا ممکن نہیں

ہے۔

اس کی چہار دیواری کے اندر میں نے دردناکی کے طویل دن

گزارے ہیں اور میری تنہائی کی راتیں بھی طویل تھیں اور کون ایسا شخص

ہے جو اپنے درد اور اپنی تنہائی کو افسوس کے بغیر چھوڑ سکتا ہے؟

ان رہگذاروں میں میں نے اپنی رُوح کے کتنے ہی ذرّے بکھیرے

ہیں اور میری تمنّا کے کتنے بے شمار بیٹے ان پہاڑیوں پر برہنہ گھوم رہے

ہیں اور بغیر درد کا ایک بوجھ لئے میں یہاں سے واپس نہیں جا سکتا۔

یہ کوئی پوشاک نہیں ہے جسے میں آج اُتار دوں گا۔ یہ تو جیسے

میرے جسم کی کھال ہے، جسے میں خود اپنے ہاتھوں کھینچ رہا ہوں۔

یہ کوئی خیال نہیں ہے جسے میں یہاں اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہوں،

بلکہ یہ ایک دل ہے، جسے بھوک اور تشنگی نے شیریں بنا دیا ہے۔

تاہم میں یہاں اور زیادہ رُک بھی نہیں سکتا۔

سمندر، جو ہر شے کو اپنی طرف بلاتا ہے، مجھے بلا رہا ہے اور مجھے جہاز پر سوار ہونا ہی پڑے گا۔

اب یہاں رُکنے کے معنی ہوں گے منجمد ہو جانا، بلور کی طرح جم جانا، ایک سانچے میں مقید ہو جانا۔

کاش کہ جو کچھ یہاں ہے اُسے میں اپنے ساتھ لے جا سکتا۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟

آواز کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس زبان اور ان لبوں کو اپنے ساتھ لے جائے جو اُسے اڑنے کی طاقت عطا کرتے ہیں۔ لامحالہ فضا میں اس کی پرواز تنہا ہوتی ہے۔

اور تنہا اور بغیر اپنی آرام گاہ کے، عقاب کو آفتاب کی جانب پرواز کرنا ہوگا۔

پھر جب وہ پہاڑی کے نیچے پہنچا۔ اُس نے دوبارہ سمندر کا رُخ کیا اور اُس نے جہاز کو بندرگاہ میں داخل ہوتے دیکھا اور اس کے جا ہری

سرے پر جہاز راں دکھائی دئیے، خود اس کے اپنے دیس کے لوگ۔

اور اُس کی رُوح انہیں ندا دینے لگی اور اُس نے کہا:

میری قدیم مادرِ وطن کے فرزندو، طوفانی موجوں کے سوارو،

کتنی بار تم میرے خوابوں میں تیرے ہو، اور اب تم میری بیداری کے عالم میں میرے پاس آرہے ہو، یہ بیداری میرا زیادہ گہرا خواب ہے۔

روانہ ہونے کے لئے میں تیار ہوں اور میری خواہش کے سفینے کے بادبان ہوا کے منتظر ہیں۔

اس پُرسکون فضا میں اب میں صرف ایک بار سانس لوں گا اور صرف ایک بار پیچھے مڑ کر محبّت کی نظر ڈالوں گا۔

اور پھر میں تمہارے درمیان آکر کھڑا ہو جاؤں، سمندری مسافروں کے درمیان ایک اور سمندری مسافر کی طرح اور تم بحرِ ناپیدا کنار، مادرِ خوابیدہ۔

دریاؤں اور چشموں کے لئے واحد سکون اور وسیلۂ آزادی۔

یہ چشمہ، اس وادی میں بس ایک بار اور گھومے گا، بس ایک مرتبہ
اور سرگوشی کرے گا۔

اور پھر میں تمہارے پاس آجاؤں گا، بحرِ لامحدود میں ایک
لامحدود قطرہ۔

اور چلتے ہوئے، اُس نے دُور سے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو
اپنے کھیتوں اور تاکستانوں کو چھوڑ کر جلد جلد شہر کے دروازوں کی
طرف جارہے تھے۔

اور اُس نے ان کی آوازیں سُنیں جو اس کا نام لے رہی تھیں اور
ایک کھیت سے دوسرے کھیت کے لوگوں کو پکار کر بتا رہی تھیں کہ
اس کا جہاز آگیا ہے۔

اور اس نے خود سے کہا:
کیا جُدائی کا دن اس دن کی طرح ہو گا جب فصل کاٹ کر جمع کی
جاتی ہے؟

اور کیا یہ کہا جائے گا کہ میری شام، درحقیقت میری صبح تھی؟

اور میں اس شخص کو کیا دوں جس نے اپنا ہل ریگھاری کے بیچ میں چھوڑ دیا ہے یا اُسے جس نے شراب کی گھانی کا پہتیہ روک دیا ہے۔

کیا میرا دل ایک پھلوں سے لدے ہوئے درخت کی طرح ہو جائے کہ ان پھلوں کو توڑ کر میں اُن لوگوں کو دے دُوں؟

اور کیا میری تمنائیں ایک چشمے کی طرح بہنے لگیں کہ میں ان کے پیالوں کو بھر دوں؟

کیا میں ایک بربط ہوں کہ کسی مضبوط شخص کی انگلیاں مجھے چُھو سکیں یا ایک بانسری کہ میرے سینے میں اس کی سانس بھری جا سکے؟

میں متلاشی ہوں خاموشیوں کا اور خاموشیوں میں میں نے کون سے ایسے خزانے پائے جنہیں میں دلجمعی کے ساتھ تقسیم کر سکوں؟

اگر آج کا دن فصل بٹورنے کا دن ہے تو وہ کون سے کھیت ہیں جن میں میں نے بیج بویا تھا اور کن موسموں میں جواب یاد بھی نہیں؟

اگر واقعی یہی وہ ساعت ہے جب میں اپنی قندیل بلند کر رہا ہوں، تب اُس کے اندر میرا شعلہ فروزاں نہ ہو گا۔ میں اپنی قندیل کو خالی اور تاریک ہی بلند کروں گا۔

اور رات کا نگہبان اس کے چراغ میں تیل ڈالے گا اور وہی اُسے
روشن بھی کرے گا۔

یہ باتیں اُس نے لفظوں میں کہیں، لیکن بہت کچھ اُس کے دل میں
اَن کہا رہ گیا۔ اِس لئے کہ اس کا زیادہ گہرا راز اس کی اپنی زبان تک نہ
آسکتا تھا۔

اور جب وہ شہر میں داخل ہوا تو سب لوگ اس سے ملنے کے لئے
آئے اور وہ سب ایک زبان ہو کر اسے پکار رہے تھے۔
اور شہر کے بزرگ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا:
ہمیں چھوڑ کر ابھی تم مت جاؤ۔
تم ہماری شام کے دھندلکے میں روز روشن کی طرح تھے ۔ اور
تمہاری جوانی نے ہمیں بڑے حسین خواب دکھلائے ہیں۔
تم ہمارے درمیان اجنبی یا مہمان کی طرح نہیں ہو بلکہ تم ہمارے

فرزند ہو، اور ہمارے محبوب۔

ہماری آنکھوں کو اپنے نظارے کی محرومی کا درد نہ دو۔

اور کاہنوں اور کاہناؤں نے اس سے کہا:

سمندر کی موجوں کو اپنے اور ہمارے درمیان حائل نہ ہونے دو۔

اور ان برسوں کو جو تم نے ہمارے درمیان بتائے ہیں محض یاد نہ بناؤ۔

تم ہمارے مابین ایک پاک رُوح کی طرح گھومتے تھے اور تمہارا سایہ ہماری صورتوں پر روشنی کی طرح پڑتا تھا۔

بہت محبّت کی ہے ہم نے تم سے۔ لیکن ہماری محبت بے زباں تھی اور اس پر ہم نے کئی نقاب ڈال دئے تھے۔

لیکن اب وہ بآوازِ بلند تم کو پکارتی ہے اور تمہارے روبرو نمایاں ہو گئی ہے۔

اور یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ محبّت کو خود اپنی گہرائیوں کا اس وقت تک پتہ نہیں ہوتا جب تک کہ جُدائی کی گھڑی نہیں آجاتی۔

اور دوسرے لوگ بھی اس کے پاس آئے اور اس کی منت سماجت

کی۔ لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس وہ سر جھکائے کھڑا رہا اور وہ لوگ جو قریب کھڑے تھے انہوں نے دیکھا کہ اس کے سینے پر آنسو ٹپک رہے ہیں۔

اور وہ اور تمام دوسرے لوگ بڑے چوک کے معبد کی جانب جانے لگے۔

اور اس مقدّس مقام سے ایک عورت باہر نکلی جس کا نام اَلمِطرہ تھا اور اس میں پیش بینی کی صفت تھی۔

اور اس عورت کے لئے اس کے دل میں بڑی نرمی اور محبت کے جذبات اُبھرے اس لئے کہ وہی تھی جس نے سب سے پہلے اُسے دریافت کیا اور اس پر یقین کیا، ایسے وقت میں جب اُسے اس شہر میں آئے ہوئے بس ایک دن ہوا تھا۔

اور اب اس عورت نے اُسے سلام کیا اور کہا:

پیغمبرِ خدا، انتہا ترین کے متلاشی، کتنے عرصے سے دُور کے فاصلوں پر تم اپنے جہاز کو ڈھونڈھ رہے تھے۔

اور اب تمہارا جہاز آ گیا ہے اور تمہارا چلا جانا ضروری ہے۔ اپنی یادوں کے دیس اور اپنی بلند تر آرزوؤں کے مسکن کے

لئے تمہارے دل میں گہری کشش ہے اور ہماری محبت نہ تو تمہارا دامن پکڑے گی نہ ہماری ضرورتیں تمہارا راستہ روکیں گی۔

تاہم قبل اس کے کہ تم ہمیں چھوڑو ہماری تم سے یہ درخواست ہے کہ تم ہم سے کچھ کہو اور اس سچائی کو ہم تک پہنچاؤ جو تمہاری ہے۔

اور ہم اس سچائی کو اپنے بچوں تک پہنچائیں گے اور وہ اپنے بچوں تک، اور وہ تلف نہ ہو گی۔

اپنی تنہائی میں تم نے ہمارے دن دیکھے ہیں اور اپنی بیداری میں تم نے ہمارے عالمِ خوابیدگی کے رونے اور ہنسنے کو سنا ہے۔

پس تم ہماری ہستی کو ہم پر افشا کر دو، اور ہمیں وہ سب کچھ دکھلا دو جو کچھ پیدائش اور موت کے درمیان تم پر منکشف کیا گیا ہے۔

اور اس نے جواب دیا:

آرفلیز کے لوگو! میں تم سے اس بات کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں جو اس وقت بھی تمہاری روحوں کے پردوں میں متحرک ہے۔

تب المطرہ نے کہا، ہم سے محبت کے بارے میں کچھ کہو۔

اور اس نے سر اٹھایا اور لوگوں کی طرف دیکھا اور اُن پر خاموشی

طاری ہوگئی اور پھر باآوازِ بلند اُس نے کہا:

جب محبت تمہیں بلائے، اس کے پیچھے چلے جاؤ۔
گو اُس کی راہیں سخت اور دشوار گذار ہوں۔

اور جب اُس کے بازو تمہیں سمیٹیں تب ایسا ہونے دو۔
گو اُس کے پنکھوں میں پوشیدہ تلوار تمہیں زخمی کرے۔
اور جب وہ تم سے کچھ کہے تو اس کا یقین کرو۔
گو اس کی آواز تمہارے خوابوں کو منتشر کر دے، جس طرح

بادِ شمال باغ کو برباد کر دیتی ہے۔

اس لئے کہ جس طرح محبت تمہارے سر پر تاج رکھتی ہے اسی

طرح وہ تمہیں مصلوب بھی کرتی ہے۔ محبت اگر تمہارے بڑھنے میں

مددگار ہوتی ہے تو وہ تمہاری کانٹ چھانٹ بھی کرتی ہے۔

جس طرح وہ تمہاری بلندیوں پر چڑھ کر تمہاری سب سے نازک

شاخوں کو پیار کرتی ہے، جو دھوپ میں تھرتھراتی ہیں۔ اُسی طرح وہ

تمہاری جڑوں تک بھی اتر جاتی ہے۔ اور ان زمین سے لگی ہوئی جڑوں

کو ہلا دیتی ہے۔

کنک کی بالیوں کی طرح وہ تمہیں اپنے میں اکٹھا کر لیتی ہے۔

وہ برہنہ کرنے کے لئے تمہیں گاہتی ہے۔

تمہارے بھوسے سے نکالنے کے لیئے وہ تمہیں پھٹکتی ہے۔

وہ پیس کر تمہیں صاف ستھرا کرتی ہے۔

وہ تمہیں گوندھتی ہے تاوقتیکہ تم ملائم نہ ہو جاؤ۔

اور پھر وہ تمہیں اپنی مقدّس آگ میں جلاتی ہے تاکہ تم خدا کے مقدّس دسترخوان کے لئے مقدّس نان بن جاؤ۔

محبّت تمہارے ساتھ یہ سب کچھ کرے گی تاکہ تم اپنے دل کے رازوں سے واقف ہو جاؤ اور اس واقفیت کے ساتھ قلبِ حیات کا ایک جزو بن جاؤ۔

لیکن اگر خوف زدہ ہو کر تم صرف محبت کے سکون اور محبّت کی مسرّت کے متلاشی ہو۔

تب تو یہ بہتر ہے کہ تم اپنی برہنگی پر پردہ ڈال لو اور محبّت کی

خرمن کوبی کی زمین سے باہر نکل جاؤ۔

اُس بغیر موسموں والی دنیا میں جہاں تم ہنسو گے، لیکن اپنی پوری ہنسی نہیں، جہاں تم روؤ گے۔ لیکن اپنے تمام آنسوؤں کو نہیں۔

محبّت اپنے علاوہ اور کچھ بھی نہیں دیتی اور جو کچھ وہ لیتی ہے۔

اپنے ہی سے لیتی ہے۔

محبّت قبضہ نہیں کرتی نہ اُس پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے کہ محبت کے لئے محبّت ہی کافی ہوتی ہے۔

جب تم محبت کرو تو تمہیں یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ "خدا میرے دل میں ہے" بلکہ یہ کہ "میں خدا کے دل میں ہوں"

اور یہ نہ سمجھو کہ تم اپنی مرضی کے مطابق محبّت کو راہ دکھلا سکتے ہو

اس لئے کہ محبّت خود اگر وہ تمہیں اس کا اہل سمجھے گی تمہیں راستہ دکھائے گی۔

محبّت کی اس کے علاوہ اور کوئی آرزو نہیں ہوتی کہ وہ خود

کی تکمیل کرے۔

لیکن اگر تم محبّت کرو اور تمہارے لئے آرزومندی ضروری ہو

تب تمہاری یہ آرزوئیں ہونا چاہئیں۔

پگھل جانا اور ایک بہتے ہوئے چشمے کی طرح ہونا، جو رات کے

کان میں اپنا نغمہ سناتا ہے۔

بے انتہا شفقت کے درد کو محسوس کرنا۔

خود محبت کے خود اپنے علم سے زخمی ہو جانا۔

راضی اور خوش ہو کر دل کو خون کرنا۔

صبح کو اس طرح اُٹھنا کہ دل کو پَر لگے ہوں اور ایک اور محبّت

بھرے دن کے لئے شکر گذار ہونا۔

دوپہر میں آرام کے وقت محبّت کی سرخوشی کا تصوّر کرنا،

شام کو شکر گذاری کے ساتھ گھر واپس لوٹنا

اور پھر محبوب کے لئے دعا کرتے ہوئے اور اس کی تعریف کے

گیت کو اپنے لبوں پر لا کر سو جانا۔

اَلمِطرہ نے پھر پوچھا، اور استاد! بیاہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اور اُس نے جواب میں کہا:

تم ایک ساتھ پیدا ہوئے ہو اور تم ہمیشہ ایک ساتھ رہو گے

جب موت کے سفید پَر تمہارے دنوں کو تتر بتر کر دیں گے

اُس وقت بھی تم ایک ساتھ رہو گے۔

اور خدا کی خاموش یاد میں بھی تم ایک ساتھ رہو گے۔

لیکن تمہارے سنجوگ میں فاصلے ہونے چاہئیں۔

اور اپنے درمیان آسمانی ہواؤں کو ناچنے دو۔

ایک دوسرے سے محبت کرو، لیکن محبّت کو بندھن نہ بناؤ۔

بلکہ وہ تمہاری دونوں روحوں کے درمیان ہلتے ہوئے سمندر

کی طرح ہونی چاہئے۔

ایک دوسرے کے پیالے کو لبریز کرو لیکن ایک ہی پیالے سے مت پیو۔

اپنی نان میں سے ایک دوسرے کو دو لیکن ایک ہی نان سے دونوں مت کھاؤ۔

ساتھ ساتھ گاؤ اور ناچو، لیکن ہر ایک تنہا رہو۔

جس طرح بربط کے تار تنہا ہوتے ہیں گو کہ وہ ایک ہی راگ سے لرزتے ہیں۔

اپنا دل ایک دوسرے کو دے دو لیکن دوسرے کے پاس رکھنے کے لئے نہیں۔

اس لئے کہ تمہارا دِل صرف زندگی کے ہاتھ میں سما سکتا ہے

اور ایک ساتھ کھڑے ہو لیکن زیادہ نزدیک نہیں۔

اِس لئے کہ مندر کے کھمبے الگ الگ کھڑے ہوتے ہیں۔

اور شاہ بلوط اور صنوبر ایک دوسرے کے سائے میں نہیں

اُگتے۔

اور ایک عورت نے جس کی گود میں بچّہ تھا کہا۔ ہم سے بچّوں کے بارے میں کچھ کہیئے۔

اور اس نے کہا:

تمہارے بچّے تمہارے نہیں ہیں۔

وہ زندگی کی آرزومندی کے بچّے اور بچیاں ہیں۔ وہ آرزو جو زندگی کی کوکھ میں پنہاں ہے۔

وہ تمہارے وسیلے سے وجود میں آتے ہیں لیکن تم سے نہیں ہوتے۔

اور گو وہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں لیکن تمہارے نہیں ہیں۔

تم انہیں اپنی محبت دے سکتے ہو۔ لیکن اپنے خیال نہیں۔

اس لئے کہ ان کے خیال ان کے اپنے ہوتے ہیں۔

تم ان کے اجسام کو مکان مہیا کر سکتے ہو، لیکن ان کی ارواح کو نہیں۔

اس لئے کہ ان کی روحیں فردا کے مسکن میں رہتی ہیں، جہاں تمہاری رسائی نہیں ہے۔ تمہارے خواب بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے۔

تم ان کی طرح بننے کی کوشش کر سکتے ہو۔ لیکن اس کی کوشش نہ کرو

کہ وہ تمہاری طرح بنیں۔

اس لئے کہ زندگی پیچھے کی طرف نہیں چلتی نہ گزرے ہوئے دن کے

لئے رکتی ہے۔

تم اُن کمانوں کی طرح ہو جن سے تمہارے بچے زندہ تیروں کے مانند

چلائے جاتے ہیں۔

تیر انداز بیکراں کی راہ پر نشانے کو دیکھتا ہے اور اپنی طاقت سے

وہ تمہیں جھکاتا ہے تاکہ اس کا تیر تیزی سے دور نکل جائے۔

تیر انداز کے ہاتھوں سے جھکائے جانے پر مسرت محسوس کرو۔

اس لئے کہ جس طرح وہ پرواز کرنے والے تیر سے محبت کرتا ہے

اسی طرح وہ اس کمان کو بھی چاہتا ہے جو مستحکم ہوتی ہے۔

تب ایک دولت مند آدمی نے کہا ہم سے بخشش کے بارے میں

کچھ باتیں کیجئے۔

اور اس نے جواب دیا۔ جب تم اپنی املاک کی بخشش کرتے ہو

تب تو تم کچھ بھی نہیں دیتے۔

جب تم خود اپنی ذات کی بخشش کرتے ہو، وہی اصلی بخشش ہے۔

تمہارے املاک کیا ایسی چیزیں نہیں ہیں جنہیں تم آنے والے

کل کے ڈر سے اپنے قبضہ میں رکھتے ہو تاکہ وہ کل تمہارے کام آئیں؟

ایک ضرورت سے احتیاط کرنے والا کُتّا متبرک شہر کو جانے والے

زائرین کے ساتھ چلتے وقت چٹیل اور بے راہ ریگستان میں ہڈیاں گاڑتا

جاتا ہے، ایسے کُتّے کو کل کیا مل سکتا ہے؟

اور ضرورت کا ڈر کیا ہے؟ وہ تو خود ضرورت ہے۔

جب تمہارا کنواں لبریز ہے اور پھر بھی تم کو پیاس کا ڈر ہے تو

کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ تمہاری پیاس بُجھائی نہیں جا سکتی؟

ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے انبار میں سے صرف تھوڑا

سا دیتے ہیں اور وہ دکھاوے کے لئے دیتے ہیں اور ان کی بخشش

ناخوشگوار ہوتی ہے۔

اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے پاس کم ہوتا ہے لیکن وہ

سب دے دیتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور زندگی کی سخاوت

پر، اور ان کا صندوق کبھی خالی نہیں رہتا۔

ایسے بھی لوگ ہیں جو خوشی سے دیتے ہیں اور یہی خوشی اُن

کا انعام ہے۔

اور ایسے بھی لوگ ہیں جنہیں دیتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے

اور یہی تکلیف ان کی سزا ہے۔

اور ایسے بھی لوگ ہیں جو دیتے ہیں اور دیتے وقت انہیں ذرا

بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ نہ وہ بخشش کر کے خوشی کے خواہش مند

ہوتے ہیں۔ نہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ بخشش کر کے وہ بھلائی کر رہے

ہیں۔

وہ اس طرح دیتے ہیں جیسے سامنے والی وادی میں کھلے ہوئے

شگوفے فضا میں اپنی خوشبو پھیلا دیتے ہیں۔

خُدا ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں کے وسیلے سے اپنا پیغام دیتا ہے اور ان کی

ہی آنکھوں کے پیچھے سے دُنیا کے لئے اس کا تبسّم ہوتا ہے۔

جب کوئی مانگے تو دینا اچھا ہے لیکن بے مانگے دینا بہتر ہے۔
خود ہی سمجھ کر دینا۔

کھلے ہاتھوں دینے والوں کے لئے، لینے والے کی تلاش، ایسی مسرّت ہے جو بخشش کی مسرّت سے بھی زیادہ ہے۔

کیا ایسی بھی کوئی چیز تمہارے پاس ہے جسے دیتے ہوئے تمہارا ہاتھ رُکتا ہے؟

جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے وہ سب کسی نہ کسی دن بخش دی جائے گی۔

اِس لئے ابھی بخشش کرو تاکہ بخشش کا موسم تمہارا ہو، نہ کہ تمہارے وارثوں کا۔

تم اکثر کہتے ہو "میں دوں گا، لیکن اُسی کو جو اس کا مستحق ہے"۔
تمہارے باغ کے پھل دار درخت تو یہ نہیں کہتے، نہ تمہارے چراگاہ کے مویشی۔

وہ تو اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے بخشش کرتے ہیں۔ ایسا

نہ کرنے کے معنی ہیں موت۔

یقیناً وہ شخص جو دن اور رات کی سی دولت پانے کا مستحق ہے،

ان تمام چیزوں کو پانے کا مستحق ہے جو تم اُسے دے سکتے ہو۔

اور وہ جو اس کا مستحق ہے کہ زندگی کے بحرِ ذخّار سے اپنی پیاس بجھائے، یقیناً اس کا مستحق ہے کہ تمہارے چھوٹے سے چشمے سے اپنا پیالہ بھر لے۔

بخشش کے لینے، نہیں بلکہ لینے والے کی خیرات میں جو ہمّت اور اعتماد درکار ہے، اس سے بڑھ کر دشوار گذار کون سا صحرا ہو سکتا ہے؟

اور تم کیوں سمجھتے ہو کہ تم اس کے مستحق ہو کہ دوسرے انسان تمہارے سامنے اپنا سینہ چاک کریں اور اپنی شرم کو بے نقاب کریں کہ تم ان کی خودی کو برہنہ اور ان کی خودداری کو سرنگوں دیکھ سکو؟

پہلے تم خود دانی بننے کے مستحق بنو، بخشش کا باعزت وسیلہ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ زندگی ہی زندگی کا عطیہ کرتی ہے اور تم جو یہ سمجھتے ہو کہ عطیہ کرنے والے تم ہو، تمہاری حیثیت محض ایک گواہ

کی ہے۔

اور تم جنہیں بخشش ملتی ہے، اور تم میں سے سب کی یہی حیثیت ہے

احسان کا بوجھ نہ اٹھاؤ، تاکہ تم زیادہ زیر بار نہ ہو اور نہ وہ جو بخشش کرتا ہے۔

بلکہ تم اور بخشش کرنے والا، ایک ساتھ مل کر، اس کے عطیے کو اپنے

پنکھ بنا کر، اُوپر اُٹھو۔

اِس لئے کہ ضرورت سے زیادہ احسان مند ہونے کے معنی یہ ہیں کہ

تم بخشش کرنے والے کی فیاضی پر شبہ کر رہے ہو، اس کی فیاضی پر جس کی

ماں دریا دل زمین ہے اور جس کا باپ خدا ہے۔

تب ایک بڈھے سرائے والے نے کہا: ہم سے کچھ کھانے پینے

کے بارے میں کہیئے۔

اور اس نے کہا: کیا اچھا ہو اگر تم محض زمین کی خوشبو پر زندہ رہ

سکو اور اس پودے کی طرح جو صرف ہوا سے توانائی حاصل کرتا ہے،

صرف روشنی سے توانائی حاصل کر سکو۔

لیکن چونکہ کھانے کے لئے مارنا ضروری ہے اور پیاس بجھانے کے لئے

نوزائیدہ بچے کو اس کی ماں کے دودھ سے محروم کر دینا لازمی ہے، اس لئے

اس کام کو ایسے کرو جیسے پرستش کا عمل ہوتا ہے اور اپنے دسترخوان کو عبادت

کی اس جگہ کی طرح بناؤ جہاں جنگل کے پاک اور معصوم جانور انسان کو ان مقاصد

کے لئے قربان کئے جاتے ہیں جو ان سے بھی زیادہ پاک اور معصوم ہیں۔

جب تم کسی جانور کو مارو تو اپنے دل میں اس سے کہو:

"وہی طاقت جو تم کو مارتی ہے، مجھے بھی مارتی ہے، میں بھی غذا

بن جاؤں گا۔"

"اس لئے کہ وہی قانونِ فطرت جس نے تم کو میرے حوالے کر دیا ہے

مجھے بھی زیادہ مضبوط ہاتھوں کے حوالے کر دے گا۔

"تمہارا خون اور میرا خون اس رس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے جو

آسمانی درخت کی نسوں میں دوڑتا ہے اور اس کی غذا ہوتا ہے۔"

اور جب تم ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹتے ہو تو اپنے

دل میں اس سے کہو:

"تمہارے بیج میرے جسم میں رہیں گے۔

"اور تمہارے آنے والے کل کے شگوفے میرے دل میں کھلیں گے۔

"اور تمہاری مہک میری سانس ہو گی۔

"اور ہم دونوں مل کر ہر موسم سے لذّت اندوز ہوں گے۔"

اور خزاں کے موسم میں جب تم اپنے تاکستان سے انگور جمع کرتے ہو اور انھیں شراب بنانے کی کل میں ڈالتے ہو تب اپنے دل میں کہو:

"میں بھی تاکستان ہوں، اور میرا پھل بھی کَل میں اس کا رس نکالنے کے لئے اکٹھا کیا جائے گا۔

"اور نئی شراب کی طرح میں بھی ابدی ظروف میں رکھا جاؤں گا۔"

اور موسم سرما میں جب تم شراب کی کشید کرو۔ تب ہر پیالے کے ساتھ تمہارے دل میں ایک نغمہ ہونا چاہیئے۔

اور اس نغمہ میں خزاں کے دنوں کی یاد ہونا چاہیئے۔ اور تاکستان کی، اور انگور کا رس نکالنے والی کل کی۔

تب ایک کاشت کار نے کہا: ہم سے کام کے بارے میں کچھ

کہیئے۔

اور اس نے جواب میں کہا:

تم کام اس لئے کرتے ہو کہ زمین اور زمین کی روح کے ہمراہ چل سکو۔
بے کار رہنے کے معنی ہیں موسموں سے اجنبی بن جانا، اور زندگی کے
اس جلوس سے الگ ہٹ جانا جو شان و شوکت کے ساتھ رواں دواں
ہے اور جو لامحدود کی جانب سر تسلیم خم کرنے کے لئے بڑی بے نیازی
سے گامزن ہے۔

تم کام کرتے وقت اس بانسری کی طرح ہو جاتے ہو جس کے سینے
میں وقت کی سرگوشیاں موسیقی بن جاتی ہیں۔
تم میں سے کون ہے جو گونگا اور خاموش نرکل بننا چاہے گا جب کہ
ہر شے مل کر گا رہی ہے؟

تم سے ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ کام ایک لعنت ہے اور محنت
بد نصیبی ہے۔
لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جب تم کام کرتے ہو تب تم زندگی کے

بلند ترین خواب کے ایک جزو کو سچا کر دکھاتے ہو۔ جب یہ خواب دیکھا تھا اس وقت تمہارے حصّہ میں اس کا یہی جزو آیا تھا۔

اور محنت کرتے وقت دراصل تم زندگی سے محبّت کرتے ہو۔

اور محنت کر کے زندگی سے محبّت کرنے کے معنی ہیں، زندگی کے سب سے گہرے راز کے ساتھ گہرا تعلق رکھنا۔

لیکن اگر تکلیف کی حالت میں تم پیدائش کو ایک مصیبت سمجھو، زندگی کو برقرار رکھنے کی زحمت کو اپنی بدنصیبی، جو تمہاری قسمت میں آئی ہے تب میں تم سے کہوں گا کہ قسمت کا لکھا صرف تمہاری محنت کے پسینے سے مٹایا جا سکتا ہے۔

تم سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ زندگی تاریکی ہے اور جب تم تھکے ہوتے ہو تب تم بھی انہیں باتوں کو دہراتے ہو جو تھکے ہوئے لوگ کرتے ہیں۔

اور میں کہتا ہوں کہ درحقیقت زندگی تاریکی ہے، سوا اس وقت کے جب لگن ہوتی ہے۔

اور ہر لگن اس وقت تک اندھی ہوتی ہے جب تک کہ علم نہیں ہوتا۔

اور ہر قسم کا علم اُس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ عمل نہ ہو۔

اور ہر عمل کھوکھلا ہے جب تک کہ محبّت نہ ہو۔

اور جب تم محبت کے ساتھ عمل کرتے ہو، تب تم خود کو اپنے سے

ایک دوسرے سے اور خدا سے باندھ لیتے ہو۔

اور محبت کے ساتھ عمل کرنے کے کیا معنی ہیں؟

یہ ایسا کپڑا بُننا ہے جس کے دھاگے تمہارے دل سے نکالے گئے

ہوں، گویا یہ کپڑا تمہارے محبوب کے لباس کے لئے بنایا گیا ہو۔

یہ ایک مکان کی محبّت کے ساتھ تعمیر کرنا ہے، ایسا مکان جو تمہارے

محبوب کے رہنے کے لئے بنایا گیا ہو۔

یہ نرمی اور شفقت کے ساتھ بیج کو بونا ہے اور فصل کو مسرت کے ساتھ

اکٹھا کرنا ہے، ایسی فصل جو تمہارے محبوب کے کھانے کے لئے ہو۔

یہ ہر اُس چیز میں جسے تم بناتے ہو، اپنی روح پھونک دینا ہے۔

اور یہ اس امر کا علم ہونا ہے کہ گذرے ہوئے بزرگوں کی مقدس

ارواح تمہارے نزدیک کھڑی ہیں اور تمہیں دیکھ رہی ہیں۔

میں نے اکثر تمہیں کہتے سنا ہے، جیسے تم سوتے میں بات کر رہے ہو کہ

"وہ شخص جو سنگ مرمر تراشتا ہے اور پتھر میں خود اپنی روح کا عکس دیکھتا ہے، وہ اس شخص سے زیادہ شریف ہے جو زمین پر ہل چلاتا ہے
"اور وہ شخص جو قوسِ قزح کو گرفتار کر کے اُسے ایک کپڑے پر انسانی شکل میں بدل دیتا ہے، وہ اس سے بڑا ہے جو ہمارے پیروں کے لئے جُوتے بناتا ہے۔"

لیکن میں نیند کی حالت میں نہیں بلکہ دوپہر کی مکمل بیداری کے عالم میں کہتا ہوں کہ ہوا دیو پیکر شاہ بلوط کے درختوں سے جب بات کرتی ہے تو وہ اس سے زیادہ میٹھی نہیں ہوتی جب وہ معمولی گھاس کی پتّیوں سے بات کرتی ہے۔

اور بڑا صرف وہی ہے جو ہوا کی آواز کو اپنی محبت سے ایک گیت میں بدل دیتا ہے۔

کام محبت کی ظاہری شکل ہے۔

اگر تم محبت کے ساتھ نہیں بلکہ ناپسندیدگی کے ساتھ ہی کام کر سکتے ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنا کام چھوڑ دو اور مندر کے دروازے پر بیٹھ کر ان لوگوں سے خیرات لو جو مسرت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔
اس لئے کہ اگر تم بے توجہی سے روٹی پکاؤ گے تو تمہاری روٹی

بدمزہ ہوگی اور اس سے صرف آدھی بھوک مٹے گی۔

اور اگر تم انگور کا رس نکالتے وقت ناراض ہو گے تو تمہاری ناراضگی شراب میں زہر گھول دے گی۔

اور چاہے تم فرشتوں کی طرح گاؤ لیکن اپنے گانے سے پیار نہ کرو تو تم انسانوں کے کانوں میں روئی بھر دوگے اور وہ دن کی آوازیں اور رات کی آوازیں نہ سن سکیں گے۔

تب ایک عورت نے کہا: "ہم سے خوشی اور غم کے بارے میں کچھ کہئے"

اور اس نے جواب دیا:

تمہاری خوشی تمہارا بے نقاب غم ہے۔

اور وہی کنواں جہاں سے تمہاری ہنسی کا سوتا پھوٹتا ہے۔ اکثر تمہارے آنسوؤں سے لبریز ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ہو بھی کیا سکتا ہے؟

غم جتنی گہری جگہ تمہارے دل میں اپنے لئے بناتا ہے اتنی ہی زیادہ جگہ اس میں خوشی کے لئے بنتی ہے۔

وہ پیالہ جس میں تم شراب پیتے ہو کیا وہ پیالہ کمہار کی بھٹی میں جلایا

نہیں گیا تھا؟

اور وہ بربط جس کا نغمہ تمہاری روح کو تسکین دیتا ہے کیا اس کی لکڑی کو چاقوؤں سے کاٹ کر گول نہیں کیا گیا تھا؟

خوشی کی حالت میں اپنے دل پر گہری نظر ڈالو اور تمہیں معلوم ہوگا کہ جس چیز نے تمہیں رنج دیا تھا وہی تمہیں مسرت دے رہی ہے۔

جب تم غم زدہ ہو تب پھر اپنے دل پر گہری نظر ڈالو اور تمہیں معلوم ہوگا کہ دراصل تم اسی چیز کے لئے آنسو بہا رہے ہو جس نے تمہیں مسرت دی تھی۔

تم میں سے بعض کہتے ہیں "خوشی غم سے بڑی ہوتی ہے" اور بعض دوسرے کہتے ہیں "نہیں غم، خوشی سے بڑا ہے"۔

اور میں تم سے کہتا ہوں، ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

"دونوں ساتھ آتے ہیں اور جب ان میں سے ایک تمہارے دستر خوان پر بیٹھا ہے تو یاد رکھو کہ دوسرا تمہارے بستر پہ خوابیدہ

درحقیقت تمہارا غم اور تمہاری خوشی ترازو کے دو پلڑے ہیں جن کے درمیان تم ٹنگے ہو۔

جب تم خالی ہوتے ہو، اسی وقت تم سکون کی حالت میں اور متوازن ہوتے ہو۔

جب خزانے کا رکھوالا، اپنے سونے اور چاندی کا وزن کرنے کے لئے تمہیں اٹھاتا ہے، اسی وقت تمہارا غم یا تمہاری خوشی بڑھتے گھٹتے ہیں۔

تب ایک معمار سامنے آیا اور اس نے کہا "ہم سے مکانوں کے بارے میں کچھ کہیئے"۔

اور اس نے جواب دیا اور کہا:

پہلے تم اپنے خیال کی دُنیا میں ویرانے میں بیلوں سے ڈھکی ہوئی ایک جھونپڑی بناؤ قبل اس کے کہ شہر کی حدود میں تم اپنے لئے مکان بناؤ۔
اس لئے کہ جیسے سانجھ کو تم لوٹ کر گھر واپس آتے ہو، اسی طرح تمہارے اندر پوشیدہ سیلانی دُور دراز مقامات پر گھومنے پھرنے اور تنہائی

کا خواہش مند ہوتا ہے۔

تمہارا مکان تمہارا وسیع تر جسم ہے۔

سورج کی دھوپ میں وہ بڑھتا ہے اور رات کے سناٹے میں سوتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ وہ خواب نہیں دیکھتا۔

کیا تمہارا مکان خواب نہیں دیکھتا؟ اور خواب کی حالت میں شہر کو چھوڑ کر باغ کے کنج یا پہاڑ کی چوٹی کی سیر کو نہیں نکل جاتا؟

کاش کہ میں تمہارے مکانوں کو اپنے ہاتھ میں لے سکتا اور ایک بیج بونے والے کی طرح انہیں جنگلوں اور سبزہ زاروں میں بکھیر دیتا۔

کاش کہ وادیاں تمہاری سڑکیں ہوتیں، ہری بھری پگ ڈنڈیاں تمہاری گلیاں تاکہ تم تاکستانوں سے گزر کر ایک دوسرے سے ملنے جاتے اور جب ملتے تو تمہارے لباسوں سے زمین کی مہک آتی۔

لیکن یہ سب ابھی ممکن نہیں ہے۔

تمہارے بزرگوں نے خوف زدہ ہو کر تم سب کو ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب اکٹھا کر دیا اور یہ خوف ابھی کچھ دنوں تک اور باقی رہے گا۔ تمہارے شہر کی دیواریں ابھی کچھ دیر تک اور تمہارے چولھوں

چاہیئے۔ نہ اپنے سروں کو چھت سے ٹکرانے سے بچانے کے لئے جھکانا چاہیئے۔ نہ یہ سمجھ کر سانس لیتے ہوئے ڈرنا چاہیئے کہ دیواریں ٹوٹ کر گر نہ پڑیں۔

تم کو ان مقبروں میں نہ رہنا چاہیئے جو مُردوں نے زندوں کے لئے بنائے ہیں۔

اور چاہے تمہارا گھر کتنا ہی پرشکوہ اور شاندار ہو اس میں تمہارے رازوں کو جگہ نہیں مل سکتی نہ تمہاری تمنّاؤں کو پناہ۔

اس لئے کہ وہ جو تم میں لامحدود ہے اس کا مسکن تو آسمان کا محل ہے، جس کا دروازہ صبح کا دھندلکا ہے اور جس کی کھڑکیاں رات کے گیت اور رات کی خاموشیاں۔

اور بُنکر نے کہا: ہم سے کپڑوں کے بارے میں کچھ کہیئے۔

اور اس نے جواب دیا:

تمہارے کپڑے تمہاری خوبصورتی کو بہت کچھ چھپا لیتے ہیں، لیکن وہ بدصورتی کو نہیں چھپاتے۔

اور گو کہ جب تم کپڑے پہنتے ہو تب تمہارا منشا خلوت میں بے تکلفی

ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کپڑے تمہارے لئے بندھن اور زنجیر بن جائیں۔

کیا اچھا ہوتا کہ دھوپ اور ہوا سے جب تم ملتے تو تمہارا جسم

برہنہ ہوتا نہ کہ ملبوس۔

اس لئے کہ سورج کی روشنی میں حیات سانس لیتی ہے اور

ہوائیں زندگی کا ہاتھ ہیں۔

تم میں سے بعض کہتے ہیں "ہم جو کپڑے پہنے ہیں انہیں بادِ شمال

نے بنا ہے۔"

اور میں کہتا ہوں 'ہاں' بادِ شمال نے'

لیکن شرم اس کا کرگھا تھی اور اس کا دھاگا رگوں کی نرمی تھی۔

اور جب اس کا کام ختم ہو گیا تب وہ جنگل میں ہنس پڑی۔

یہ مت بھولو کہ حیا' ناپاک لوگوں کی آنکھوں سے بچنے کے لئے

ایک ڈھال ہے۔

اور جب ناپاک باقی ہی نہ رہیں گے اس وقت حیا دماغ کے لئے

ایک بندھن اور اُسے گندہ کرنے کا وسیلہ ہونے کے علاوہ اور کیا

ہو سکتی ہے؟

اور یہ نہ بھولو کہ زمین تمہارے ننگے پاؤں چھو کر مسرور ہوتی ہے
اور ہواؤں کو تمہارے بالوں سے کھیلنے کی بڑی تمنا ہوتی ہے۔

•

اور ایک سوداگر نے کہا "ہم سے خرید و فروخت کے بارے میں
کچھ کہیے"،

اور اُس نے جواب میں کہا:

زمین تمہیں اپنے پھل پیش کرتی ہے اور اگر تمہیں بس اتنا معلوم
ہو کہ ہاتھ کیسے بھرے جاتے ہیں تب تمہیں کوئی حاجت نہ ہوگی۔

زمین کے تحفوں کو لے کر اور دے کر تم فراوانی محسوس کرو گے اور
مطمئن ہو گے۔

تاہم جب تک یہ لین دین محبت اور نرم دل انصاف کے ساتھ
نہ ہوگا، یہ چند لوگوں میں طمع اور حرص اور چند میں بھوک پیدا کرے گا۔

سمندر، کھیتوں اور تاکستانوں میں محنت مشقت کرنے والو تم

تب ٹھٹھیروں، کمہاروں اور مصالحے جمع کرنے والوں سے ملو،

تب زمین کی روح ابدی کو یاد کرو اور دعا کرو کہ وہ تمہارے پاس

آئے اور تمہارے ترازوؤں کو اور ان باٹوں کو جن سے ایک قدر دوسری

قدر کے مقابلے میں تولی جاتی ہے، پاک وصاف کر دے۔

اور تنگ ظرف لوگوں کو اپنے کاروبار میں شامل نہ کرو، جو تمہاری

محنت کا عوض زبانی جمع خرچ سے دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے تم کو کہنا چاہیئے:

ہمارے ساتھ ہمارے کھیتوں میں چلو، یا ہمارے بھائیوں کے

ساتھ سمندر پر جاؤ اور اپنا جال ڈالو، اور زمین اور سمندر اپنے خزانے

اسی طرح تمہیں بھی عطا کریں گے جس طرح وہ ہمیں عطا کرتے ہیں۔"

اور اگر مغنی اور رقاص اور مطرب سامنے آئیں، تو ان کے تحائف بھی

خریدو،

اس لئے کہ وہ بھی پھل اور راگر اور لوبان جمع کرنے والے ہیں اور

وہ جو کچھ پیش کرتے ہیں،

گو کہ وہ سپنوں سے بنا ہوتا ہے، پھر بھی وہی تمہاری روح کا لباس

اور اس کی غذا ہے۔

اور جب تم بازار سے جانے لگو تب اس کا یقین کر لو کہ کوئی وہاں سے خالی ہاتھ تو نہیں گیا ہے۔

اس لئے کہ زمین کی روحِ ابدی کو ہوا کی گود میں اُس وقت تک چین کی نیند نہ آئے گی جب تک کہ تم میں سے جو زیادہ مسکین ہے اُس کی حاجتیں پوری نہ ہو جائیں۔

تب شہر کا ایک مُنصف اُٹھا اور اس نے کہا "ہم سے جرم اور سزا کے بارے میں کچھ کہیئے"

اور اس نے جواب میں کہا:

جب تمہاری روح ہوا کے ساتھ آوارہ گھومتی ہے۔

اُس وقت، تنہا اور غیر محفوظ، تم سے خطا سرزد ہوتی ہے، دوسروں کے ساتھ اور اس لئے اپنے ساتھ،

اور جب اس طرح تم سے خطا سرزد ہو، تو تمہیں برکت والے دروازے کو کھٹکھٹانا چاہیئے اور چاہے تمہیں کوئی جواب نہ ملے،

وہاں رکنا چاہیے۔

'تمہاری الوہی خودی ایک سمندر کی طرح ہے'
اُسے کبھی ناپاک نہیں کیا جا سکتا'
آسمانی عنصر کی طرح وہ صرف پروں والی ہستیوں کو اوپر اُٹھاتی ہے'

تمہاری الوہی خودی سُورج کی طرح ہے'
اسے چھچھوندر کے طور طریقے نہیں آتے' نہ وہ سانپ کی بل ڈھونڈھتی ہے'۔
لیکن تمہاری الوہی خودی تمہاری ہستی میں تنہا نہیں رہتی۔
تمہاری ہستی کا ایک بڑا حصّہ انسان ہے اور ایک بڑا حصّہ ابھی تک انسان نہیں ہے۔
بلکہ وہ ایک بےہنگم بونے کی طرح ہے جو نیند کی حالت میں' دھند میں بھٹک رہا ہے اور خود کو جگانا چاہتا ہے۔
اور اب میں اُس انسان کے بارے میں کچھ کہوں گا جو تمہاری ہستی میں موجود ہے۔

اس لیئے کہ وہی ہے، نہ کہ تمہاری الوہی خودی، نہ دھند میں بھٹکنے والا بونا، جو جرم سے اور جرم کی سزا سے واقف ہے۔

میں نے اکثر کسی خطا کار کے بارے میں تم کو باتیں کرتے سنا ہے تم اس کے بارے میں اس طرح باتیں کرتے ہو گویا وہ تم میں سے ہی ایک نہیں ہے بلکہ کوئی اجنبی ہے جو تمہاری دنیا میں باہر سے گھس آیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ جس طرح پاک اور صالح ہستیاں خود تم میں سے ہر ایک میں موجود بلندیوں سے زیادہ اونچی نہیں اٹھ سکتیں،

اسی طرح خطا کار اور کمزور ہستیاں، خود تم میں سے ہر ایک میں موجود پستیوں سے زیادہ پست نہیں گر سکتیں۔

اور جس طرح جب ایک بھی پتی سوکھ کر پیلی ہوتی ہے تو پورے درخت کو اس کا خاموش علم ہوتا ہے۔

اسی طرح خطا کار، بغیر تم سب کی پوشیدہ مرضی کے، خطا نہیں کر سکتا۔

تم اپنی الوہی ہستی کی جانب ایک جلوس کی طرح آگے بڑھ رہے ہو۔

تم ہی راہ ہو اور تم ہی راہی۔

اور جب تم میں سے ایک گر پڑتا ہے، تو وہ ان کے لئے گرتا ہے۔ جو اس کے پیچھے ہیں، وہ راستہ روکنے والے پتھروں کی دوسروں کو خبر دیتا ہے۔

ہاں، اور وہ ان کے لئے گرتا ہے جو اس کے آگے ہیں، جو کہ وہ تیز رَو اور راست قدم تھے۔ لیکن انہوں نے راستہ روکنے والے پتھّر کو نہیں ہٹایا۔

اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں چاہے تمہارے دل کو اس سے تکلیف پہنچے:

مقتول کو خود اپنے قتل کی ذمہ داری سے بری نہیں کیا جا سکتا۔

جس پر ڈاکہ پڑتا ہے۔ اُس کا دامن اس جرم کے دھبّوں سے پاک نہیں ہے۔

اور جن کے ہاتھوں سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا، ان کے ہاتھ قصوروار کے قصور سے بے داغ نہیں ہیں۔

ہاں، سزاوار کبھی کبھی آزار زدہ کا شکار ہوتا ہے۔

اور اس سے بھی زیادہ یہ ہوتا ہے کہ سزا یافتہ، بے خطاؤں اور

بے قصوروں کے بوجھ ڈھوتا ہے۔

تم صحیح کو غلط سے اور اچھے کو بُرے سے الگ نہیں کر سکتے

اس لئے کہ یہ دونوں سورج کے سامنے ایک ساتھ مل کر کھڑے

ہوتے ہیں، جس طرح کالا تاگہ سفید کے ساتھ بُنا جاتا ہے۔

اور جب کالا تاگہ ٹوٹ جاتا ہے تو بُنکر کو پُورے کپڑے پر نظر

ڈالنا اور کرگھے کی بھی جانچ کرنا چاہیئے۔

اور اگر تم میں سے کوئی کسی بے وفا بیوی کے متعلق رائے قائم

کرنا چاہے۔

تب اُسے چاہیئے کہ اس کے شوہر کے دل کو بھی ترازو میں تولے

اور شوہر کی روح کی بھی پیمائش کرے۔

اور جو شخص کسی خطاکار کو تازیانے لگانا چاہتا ہے، وہ اس شخص

کی روح کی بھی جانچ کرے جسے گزند پہنچا ہے۔

اور اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو عدل کے نام پر بُرائی

کے درخت کو کاٹ ڈالنا چاہتا ہے، تب اُسے چاہیئے کہ اس درخت

کی جڑوں کو بھی دیکھے،

اور تب یقیناً اُسے پتہ چلے گا کہ بھلائی اور بُرائی، ثمر بار اور بے ثمر

درخت کی جڑیں زمین کے خاموش سینے کے اندر ایک دوسرے سے

الجھی ہوئی ہیں۔

اور منصفو، تم جو انصاف کرنا چاہتے ہو،

تم ایسے شخص کے متعلق کیا فیصلہ کرو گے جو جسمانی اور اوپری طور

سے تو سچا ہے، لیکن جس کی روح میں چور ہے۔

تم ایسے شخص کو کیا سزا دو گے جو گوشت و پوست کو تو قتل کرتا

ہے لیکن جس کی روح خود قتل ہو جاتی ہے؟

اور تم ایسے شخص کو کیسے سزا دو گے جو جعلیا اور ظالم ہے۔

لیکن جس کے ساتھ خود زیادتی اور ناروا سختی کی گئی ہے؟

اور تم ایسے لوگوں کو کیسے سزا دو گے جن کی پشیمانی ان کی خطاؤں

سے زیادہ بڑھ چکی ہے؟

کیا پشیمانی ہی وہ انصاف نہیں ہے جس قانون کے مطابق تم

عمل کرتے ہو؟

تم کسی بے گناہ کے دل پر پشیمانی کا بوجھ نہیں ڈال سکتے، نہ کسی مجرم کے دل سے اس بوجھ کو اٹھا سکتے ہو۔

وہ تو راتوں میں بن بلائے آجاتی ہے، تاکہ لوگ جاگیں اور اپنے نفس کو بغور دیکھیں۔

اور تم جو انصاف کے معنی سمجھتے ہو، اگر تم تمام افعال کو پوری روشنی میں نہ دیکھو، تو کیا کرو گے؟

ایسا ہی کر کے تم یہ سمجھ سکو گے کہ وہ شخص جو کھڑا ہے اور وہ جو گرا پڑا ہے، ایک ہی شخص ہے۔

جو اپنی پست قد خودی کی رات، اور اپنے الوہی خودی کے دن کے جھٹ پٹے میں کھڑا ہوا ہے۔

اور معبد کی سب سے اونچی محراب، اس کے سب سے نیچے سنگِ بنیاد سے اونچی نہیں ہے۔

تب ایک قانون داں نے کہا، مالک! ہمارے قوانین کے بارے

میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

اور اس نے جواب دیا :

تمہیں قوانین نافذ کرتے ہوئے بڑی خوشی ہوتی ہے ،

ان قوانین کو توڑ کر تم زیادہ خوشی محسوس کرتے ہو،

ان بچوں کی طرح جو سمندر کے ساحل پر کھیلتے وقت مسلسل بالو کے مینار بناتے رہتے ہیں اور پھر ہنس ہنس کر انہیں توڑ دیتے ہیں۔

لیکن جتنی دیر تم اپنے بالو کے مینار بناتے ہو، اتنی دیر میں سمندر ساحل پر اور زیادہ بالو لے آتا ہے اور جب تم اپنے میناروں کو توڑتے ہو تو سمندر بھی تمہارے ساتھ ہنستا ہے۔

یہ سچ ہے کہ سمندر ہمیشہ معصوم ہستیوں کے ساتھ ہنستا ہے۔

لیکن ان لوگوں کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں جن کے لئے زندگی سمندر کی طرح نہیں ہے اور انسانوں کے بنائے ہوئے قانون بالو کے میناروں کی طرح نہیں ہیں۔

جو زندگی کو چٹان سمجھتے ہیں اور قانون کو چھینی جسے استعمال کر کے وہ زندگی کو اپنی طرح ڈھال لینا چاہتے ہیں ؟

اس لنگڑے کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، جو رقاصوں سے
نفرت کرتا ہے۔

اُس بیل کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جسے اپنا جوا بھاتا ہے
اور جو جنگل کے بارہ سنگھے اور ہرن کو آوارہ اور بیکار تصوّر کرتا ہے۔

اُس عمر رسیدہ سانپ کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ جو
اپنی کینچلی سے نہیں نکل سکتا اور جو تمام دوسرے سانپوں کو ننگے اور
بے شرم کہتا ہے؟

اور اُس شخص کے بارے میں جو شادی کی دعوت میں بہت
پہلے سے پہنچ جاتا ہے، اور جب وہ بہت کچھ کھا پی کر تھک جاتا ہے
اور واپس جاتے ہوئے کہتا ہے کہ تمام دعوتیں بیہودہ ہوتی ہیں اور
دعوت میں شریک ہونے والے تمام لوگ قانون شکن۔

ایسے لوگوں کے بارے میں سوا اس کے کیا کہوں کہ وہ سورج کی
روشنی میں کھڑے ہیں لیکن ان کی پیٹھ سورج کی طرف ہے؟

وہ صرف اپنی پرچھائیں دیکھتے ہیں اور ان کے لئے اُن کی
پرچھائیاں ہی ان کے قانون ہیں۔

اور ایسے لوگوں کے لئے سورج پرچھائیں ڈالنے والی ایک شے

کے علاوہ اور کیا ہے ؟

اور قوانین کو تسلیم کرنا جھک کر زمین پر خود اپنی پرچھائیں کے گرد

لکیریں کھینچ دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔

لیکن تم میں سے وہ لوگ جو سورج کی طرف رخ کر کے چلتے ہو،

زمین پر کھینچے ہوئے کونسے نقش تم کو روک سکتے ہیں ؟

تم جو ہوا کے ساتھ سفر کرتے ہو، کونسا بادنما تمہاری رہنمائی کر سکتا

ہے ؟

اگر تم اپنے جوئے کو اتار پھینکتے ہو ـــ لیکن کسی دوسرے کے

دروازے پر نہیں ۔ تب انسان کا بنایا ہوا کونسا قانون تم کو پابند کر سکتا ہے؟

تم کو کس قانون کا خوف ہو سکتا ہے، اگر تم رقص کرو، لیکن کسی دوسرے

انسان کی آہنی زنجیروں سے ٹھوکر نہ کھاؤ ؟

اور کون تم پر الزام رکھ سکتا ہے ۔ اگر تم اپنے کپڑے اتار کر پھینک

دو لیکن انہیں کسی دوسرے کی راہ میں نہ ڈالو ؟

آرفلیز کے لوگو، تم اپنے طبل پر غلاف چڑھا کر رہ سکتے ہو اور اپنے

رباب کی تاروں کو ڈھیلا چھوڑ سکتے ہو، لیکن فضا میں اڑتی ہوئی چکاوک

کو گانے سے کون منع کر سکتا ہے ؟

اور ایک مُقرّر نے کہا، ہمیں آزادی کے بارے میں کچھ بتائیے۔

اور اُس نے جواب دیا:

شہر کے دروازے اور گھر کے چولھوں کی آگ کے پاس میں نے تمہیں سجدہ کرتے ہوئے اور خود اپنی آزادی کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بالکل اس طرح جیسے کہ ایک غلام، جابر حاکم کے سامنے سر جھکاتا ہے اور اس کی مدح سرائی کرتا ہے۔

گو کہ وہی حاکم غلاموں کو قتل کرتا ہے۔

ہاں، معبد کے کُنج میں اور قلعے کے سائے میں، تم میں سے آزاد ترین شخص کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا ہے۔

گویا ان کی آزادی ان کی گردن کا جوا اور ان کے ہاتھ کی ہتھکڑی ہے۔

اور یہ دیکھ کر میرا دل خون ہو جاتا تھا، اس لئے کہ تم صرف اسی صورت میں آزاد ہو سکتے ہو جب آزادی کی خواہش تمہارے دل و دماغ میں بس جائے اور جب تم آزادی کو مقصد و مدعا سمجھ کر اس کے بارے

میں باتیں کرنا چھوڑ دو گے۔

جب دن کو تمہیں کوئی فکر نہ لاحق ہو، اور رات کو رنج و غم نہ ہو، ایسی صورتوں میں تم خود کو آزاد نہ سمجھو، بلکہ جب فکر و حاجت، رنج و آلام سے تم گھرے ہو اور پھر بھی برہنہ اور بے دریغ تم ان سب کے اُوپر اٹھو تب تم صحیح معنوں میں آزاد ہو۔

اور اپنے روز و شب کے حلقے سے تم کیسے باہر نکل سکتے ہو جب تک کہ تم ان زنجیروں کو نہ توڑو جو اپنے شعور کی صبح کے وقت تم نے اپنی دوپہر کے ارد گرد باندھ دی ہیں؟

درحقیقت وہ شے جسے تم آزادی کہتے ہو اس قسم کی ایک بڑی مضبوط زنجیر ہے، گو کہ اُس کے حلقے دھوپ میں چمکتے ہیں اور تمہاری آنکھوں کو چکا چوندھ کر دیتے ہیں۔

اور آزاد ہونے کے لئے اس کے علاوہ اور کیا چاہئے کہ تم اپنے نفس کے بعض حصے خود سے علیحدہ کر دو؟

اگر کسی غیر منصفانہ قانون کو منسوخ کرنا ضروری ہے تو وہ قانون تو تمہارے ہی ہاتھوں تمہاری پیشانی پر لکھا گیا تھا۔

تم اس قانون کو اپنی قانون کی کتابوں کو جلا کر، یا اپنے ججوں کی پیشانیوں

کو دھو کر مٹا نہیں سکتے، چاہے تم ان پر پورے سمندر کا پانی ہی کیوں نہ انڈیل دو۔

اور اگر تم کسی مطلق العنان حکمران کو معزول کرنا چاہتے ہو تو پہلے اس کا یقین کر لو کہ تم نے خود اپنے دل میں جو تخت اس کے لئے بنایا ہے وہ گرا دیا گیا ہے۔

ایک جابر حکمران آزاد اور سر بلند لوگوں پر کیسے حکومت کر سکتا ہے جب تک کہ خود اُن کی اندرونی آزادی پر جبر نہ کیا گیا ہو، اور ان کی سربلندی داغدار نہ ہو؟

اور اگر تم کسی فکر سے گلوخلاصی چاہتے ہو تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کسی دوسرے نے نہیں بلکہ تم نے خود اُسے اپنے گلے کا پھندا بنا لیا ہے۔

اور اگر تم کسی خوف سے نجات چاہتے ہو تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خوف کا گھر تمہارا اپنا دل ہے، نہ کہ اس شے میں جس سے تم خوف زدہ ہو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر شے تمہاری ذات کے اندر نیم آغوشی کی حالت میں متحرک ہے، وہ شے جس کی تمہیں آرزو ہے اور وہ جس سے تم خوف زدہ ہو، ناخوشگوار اور خوشگوار شے، وہ جس کا تم تعاقب کرتے

ہو، اور وہ جس سے تم بھاگتے ہو - یہ تمام اشیاء جوڑی جوڑی، روشنی اور

سائے کی طرح تمہارے اندر متحرک ہیں۔

اور جب سایہ مٹ کر غائب ہو جاتا ہے، تب باقی رہنے والی

روشنی، کسی دوسری روشنی کا سایہ بن جاتی ہے۔

اس طرح جب تمہاری آزادی کی بیڑیاں کٹ جاتی ہیں، تو یہ

آزادی کسی وسیع تر آزادی کی بیڑی بن جاتی ہے۔

اور اب کاہنہ نے پھر خطاب کیا اور کہا: ہم کو عقل اور نفس کے

بارے میں کچھ بتائیے۔

اور اس نے جواب میں کہا:

تمہاری روح اکثر ایک میدانِ جنگ کی طرح ہوتی ہے جس پر

تمہاری عقل اور سنجیدگی، تمہارے نفس سے لڑتے ہیں۔

میری تمنا ہے کہ میں تمہارے اس روحانی کارزار میں صلح کروا سکتا

اور تمہارے عناصر کی بے آہنگی اور باہمی رقابت کو وحدت اور آہنگ

میں بدل سکتا۔

لیکن یہ میرے لئے کیسے ممکن ہے جب تک کہ تم خود صلح کی کوشش نہ کرو، نہیں بلکہ جب تک تم خود اپنے تمام عناصر سے محبت نہ کرو؟

تمہاری مسافر روح کے سفر میں تمہاری عقل اور تمہارا نفس پتوار اور بادبان کی طرح ہیں۔

اگر تمہارے بادبان پھٹ جائیں یا تمہاری پتوار ٹوٹ جائے تو پھر تم سمندر میں موجوں کے تھپیڑے کھاؤ گے یا بیچ و بیچ سمندر میں رُک جاؤ گے۔

اس لئے کہ اگر صرف عقل کی عملداری ہو گی تو یہ ایک ایسی قوت ہے جو روکتی ہے، اور نفس، اگر اسے لگام نہ دی جائے تو وہ ایک ایسا شعلہ ہے جو خود اپنی بربادی لاتا ہے۔

اس لئے تمہاری روح کو چاہیئے کہ وہ تمہاری عقل کو نفس کے جذبے سے بھر دے، یہاں تک کہ تمہاری عقل مترنم ہو جائے۔

اور اسے چاہیئے کہ وہ عقل کے ذریعہ سے تمہارے نفس کی رہنمائی کرے تاکہ تمہارا نفس اپنے روزانہ رُستاخیز میں سلامت رہے اور خود اپنے خاکستر سے عنقا کی طرح اُوپر اُٹھے۔

میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی عقل سلیم اور اپنی ہوس کو اپنے گھر کے دو محبوب مہمان سمجھو۔

یقیناً تم ایک مہمان کو دوسرے پر ترجیح تو نہیں دو گے، اس لئے کہ جو کوئی ایک کی خاطر مدارات دوسرے سے زیادہ کرتا ہے، وہ دونوں کی محبت اور اعتماد کھو دیتا ہے۔

جب تم پہاڑ پر سفیدوں کے ٹھنڈے سائے میں بیٹھتے ہو اور دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں اور سبزہ زاروں کا سکون اور امن تمہارا حصہ ہوتے ہیں، ایسے میں تمہارے دل کو خاموشی سے کہنا چاہئے "خدا عقل سے ظاہر ہوتا ہے"۔

اور جب طوفان آتا ہے اور پُر شور ہوائیں جنگل کو ہلا دیتی ہیں، اور گونج اور گرج اور بجلی آسمان کی عظمت کا اعلان کرتے ہیں تب تمہارے دل کو مبہوت ہو کر کہنا چاہئے "خدا نفس کے ہیجان سے ظاہر ہوتا ہے"۔

اور چونکہ تم الوہی کرہ کی ایک سانس ہو اور خدا کے جنگل کی ایک پتی، تم کو عقل میں اپنا سکون اور نفس میں اپنی حرکت تلاش کرنا چاہئے۔

اور پھر ایک عورت بولی اور اُس نے کہا: ہم سے دُکھ کے بارے میں کچھ کہیئے۔

اور اس نے کہا:

تمہارا دُکھ، ایک ایسے خول کا ٹوٹ جانا ہے جس میں تمہاری سمجھ بند رہتی ہے۔

جس طرح پھل کی گٹھلی کا ٹوٹنا ضروری ہے تاکہ اسے دُھوپ لگ سکے، اسی طرح تمہیں بھی درد کا تجربہ ہونا چاہیئے۔

اور جس طرح تمہارا دل زندگی کے روزانہ معجزے دیکھ کر متحیر ہوتا ہے، اسی طرح تمہارا دُکھ تمہاری مسرت سے کم حیرت انگیز نہیں ہے۔

اور تم اپنے دل کے موسموں کو اسی طرح قبول کرو گے جس طرح تم ہمیشہ اپنے کھیتوں پر مختلف موسموں کے گذرنے کو قبول کرتے ہو۔

اور اپنے درد و الم کے سرما کو طمانیتِ قلب کے ساتھ قبول کرو۔

اپنے دکھ کا بیشتر حصّہ تم نے خود اپنے لئے منتخب کیا ہے۔

یہ تو وہ کڑوی دوا ہے جس کے ذریعہ سے تمہارے اندر رہنے والا طبیب تمہارے بیمار حصّے کا علاج کرتا ہے۔

پس اپنے طبیب پر بھروسہ کرو اور اس کی دوا کو خاموشی اور

اطمینان کے ساتھ پیؤ:

اِس لئے کہ اس کا ہاتھ، چاہے تمہیں بھاری اور سخت معلوم ہو

لیکن اس کی رہنمائی غیب کا نازک ہاتھ کرتا ہے۔

اور چاہے اس کے دئے ہوئے پیالے سے تمہارے ہونٹ

جل اٹھیں، یہ مت بھولو کہ کمہار نے اس کی مٹی کو خود اپنے پاک آنسوؤں

سے تر کیا ہے۔

اور ایک شخص نے کہا، ہم سے خود آگاہی کے بارے میں کچھ

باتیں کیجئے۔

اور اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

تمہارے دِل، اپنی خاموشی ہی میں روز و شب کے رازوں کو

جانتے ہیں۔

لیکن تمہارے کان، تمہارے دل میں پوشیدہ علم کی آواز کو سننے

کے لئے بے چین رہتے ہیں۔

تم لفظوں کے وسیلے سے اس بات کو سنو گے، جو تمہارے دل

میں ہمیشہ سے رہی ہے۔

تم اپنے خوابوں کے برہنہ جسم کو اپنی انگلیوں سے چھوؤ گے۔

اور یہ اچھا ہے کہ تم ایسا کرو۔

تمہاری روح کے پوشیدہ سوتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ باہر نکلیں اور گنگناتے ہوئے سمندر کی طرف دوڑیں۔

اور تمہاری لامحدود گہرائیوں کا عکس تمہاری آنکھوں سے ظاہر ہونا چاہیئے۔

لیکن تمہارے لامعلوم خزانوں کو تولنے کے لئے کسی ترازو کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اپنے علم کی گہرائیوں کو کسی پیمائش کی لکڑی یا لنگر کی ڈور سے ناپنے کی کوشش نہ کرو۔

اس لئے کہ خودی ایک لامحدود اور بے پایاں سمندر ہے۔

یہ مت کہو کہ "میں نے سچائی کو پالیا ہے" بلکہ کہو "میں نے ایک سچائی کو پالیا ہے"۔

یہ مت کہو کہ "مجھے روح کی راہ مل گئی ہے" بلکہ کہو "میں اپنی

راہ پر چلتے ہوئے روح سے ملا ہوں"

اس لئے کہ روح تو ہر راہ پر چلتی ہے۔

روح لکیر لکیر نہیں چلتی، نہ وہ نرکل کی طرح اُگتی ہے۔

وہ تو اس طرح نمودار ہوتی ہے جیسے ایک لاتعداد پنکھڑیوں والا

کنول کھلتا ہے۔

تب ایک معلّم نے کہا: ہم سے پڑھانے کے بارے میں کچھ

کہیئے۔

اور اس نے کہا:

تم سے اس کے لئے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں بتا سکتا جو خود تمہاری

اپنی سمجھ میں نیم خوابی کی حالت میں موجود رہتا ہے۔

وہ معلّم جو عبادت گاہ کے سائے میں اپنے چیلوں کے ساتھ چلتا

ہے، انہیں اپنی دانائی نہیں بلکہ اپنا ایمان اور اپنی محبت بخشتا ہے۔

اگر وہ دراصل دانا ہے تو وہ تم کو اپنی خردمندی کے مکان میں

داخل ہونے کی دعوت نہیں دیتا، بلکہ اس کی کوشش کرتا ہے کہ خود تمہاری عقل کی چوکھٹ تک تمہاری رہنمائی کرے۔

ایک نجومی فضائے بسیط کے بارے میں اپنا علم تو تمہیں سمجھا سکتا ہے، لیکن اپنی سمجھ وہ تمہیں نہیں دے سکتا۔

ایک مُغنّی فضا میں پھیلے ہوئے تال اور سُر اپنے نغمے میں ڈھال سکتا ہے لیکن وہ تمہیں وہ سماعت نہیں دے سکتا جس کی مدد سے اس نے ان سروں کو مقید کیا ہے، اور نہ وہ آواز جس کی گونج اس کے نغمے میں ہوتی ہے۔

اور وہ شخص جو علمِ اعداد کا ماہر ہے، وزن اور پیمانے کے خطوں کے بارے میں تمہیں بتا سکتا ہے، لیکن وہ تمہیں وہاں لے نہیں جا سکتا۔

اِس لئے کہ ایک شخص کی بصیرت، دوسرے شخص کی پرواز کو پَر نہیں لگا سکتی۔

اور جس طرح خدا کے علم میں، تم میں سے ہر ایک تنہا ہوتا ہے، اسی طرح خدا کے متعلق تمہارا علم بھی شخصی ہی ہو سکتا ہے اور زمین کے بارے میں تمہاری واقفیت بھی تمہاری اپنی ہی ہو سکتی ہے۔

اور ایک نوجوان نے کہا، ہم سے دوستی کے بارے میں کچھ کہئے۔

اور اس نے جواب میں کہا: تمہارا دوست تمہاری ضرورتوں کا جواب ہے۔

وہ تمہارے کھیت کی طرح ہے جس میں تم محبّت کا بیج بوتے ہو اور شکر گزاری کی فصل اُگاتے ہو۔

وہ تمہارا دستر خوان ہے اور وہ آگ ہے جس سے تمہارے گھر کی سردی دُور ہوتی ہے۔

تم اس کے پاس اپنی بھوک لے کر پہنچتے ہو، اور اس سے امن و امان پانے کی تمنّا کرتے ہو۔

جب تمہارا دوست تم سے اپنے دل کی بات کہے، تب اگر تمہارے دل میں "نہیں" ہے تو اس کا اظہار کرتے ہوئے تکلّف نہ کرو، اور نہ اپنی "ہاں" کے اظہار سے تامل کرو۔

اور جب تمہارا دوست، خاموش ہو، اُس وقت بھی تمہارا دل اُس کے دل کی آواز سننا بند نہیں کرتا۔

اِس لئے کہ جب دوستی ہوتی ہے، تب تمام خیالات، سب

آرزوئیں، سب توقعات مشترک طور سے پیدا ہوتی ہیں اور تمہیں
ایسی اندرونی مسرّت ہوتی ہے، جس کا اظہار نہیں کیا جاتا۔

جب تم دوست سے جدا ہوتے ہو، تب تمہیں رنج نہ کرنا چاہئے۔
اس لئے کہ دوست کی جس خصلت کو تم سب سے زیادہ پسند کرتے
ہو، وہ اس کی غیر موجودگی میں زیادہ واضح ہو سکتی ہے، جس طرح ایک
پہاڑ پر چڑھنے والے کو پہاڑ میدان سے دیکھنے سے زیادہ صاف
دکھائی دیتا ہے۔

دوستی کا مُدعا اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہونا چاہئے کہ تمہاری
روح میں زیادہ گہرائی پیدا ہو۔

اس لئے کہ وہ محبّت، جو اپنے راز کو افشا کرنے کے علاوہ اور کسی
شے کی خواہش مند ہوتی ہے، محبّت نہیں بلکہ ایک جال ہے اور
اس جال میں صرف بے سُود اشیاء پھنستی ہیں۔

تمہارے پاس جو کچھ بہترین ہے، وہی تمہارے دوست کے لئے
ہونا چاہئے۔

اور اگر اس کے لئے تمہارے طوفان کے اتار کا جاننا ضروری

ہے، تو اس کے چڑھاؤ سے بھی اُسے واقف کر دو۔

کیا تمہارا دوست اس لئے ہے کہ تم اپنا فاضل وقت اس کے ساتھ ختم کر دو؟

اُس کی صحبت ہمیشہ ایسے اوقات کے لئے تلاش کرو جب تم زندہ ہوتے ہو۔

اس لئے کہ اس کا فرض تو یہ ہے کہ ضرورت کے وقت تمہارے کام آئے، نہ کہ تمہارے خالی پن کو بھرے۔

اور دوستی کی شیرینی میں ہنسی کو بھی ملاؤ اور اپنی مسرتوں میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔

دل کی صبح انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں کی شبنم میں ہوتی ہے، اور انہیں سے اس میں تازگی آتی ہے۔

تب پھر ایک طالب علم نے کہا، ہم سے گفتگو کے بارے میں کچھ کہئے۔

اور اس نے جواب دیا:

تم باتیں اسی وقت کرتے ہو، جب تمہارے خیالات میں سکون

باقی نہیں رہتا۔

اور جب تم اپنے دل کی تنہائی میں بسر نہیں کر سکتے، تب تم

اپنے ہونٹوں پر بسر کرتے ہو، آواز سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور وہ

تفریح کا وسیلہ ہے۔

باتیں کرنے میں بیشتر غور و فکر کا قتل ہو جاتا ہے۔

اس لئے غور و فکر، فضا میں پرواز کرنے والی چڑیا کی طرح

ہے، الفاظ کے پنجرے میں وہ اپنے پر تو پھیلا سکتی ہے، لیکن اڑ

نہیں سکتی۔

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکیلے پن کے ڈر سے باتونی

لوگوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔

تنہائی کی خاموشی ان کی برہنہ خودی کو ان کی اپنی نظروں کے

سامنے ظاہر کر دیتی ہے اور وہ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے باتیں

کرتے ہیں۔ اور ایسی سچّی باتوں کا اظہار کر دیتے ہیں جو وہ خود نہیں

سمجھتے۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے اندر سچائی ہوتی ہے

لیکن جو الفاظ میں اس کا اظہار نہیں کرتے۔

ایسے ہی لوگوں کے سینے میں روح متوازن خاموشی کے ساتھ

بسر کرتی ہے۔

جب تم اپنے دوست سے راہ چلتے یا بازار میں ملو، تب

تمہاری روح کو تمہارے لبوں کو جنبش دینا چاہیئے اور تمہاری زبان

کی رہنمائی۔

تمہاری آواز میں پوشیدہ آواز کو تمہارے دوست کی سماعت

کی سماعت سے بولنا چاہیئے۔

پھر تمہارے دوست کی روح تمہارے دل کی سچائی کے ذائقے

کو اس طرح یاد رکھے گی جس طرح شراب کا ذائقہ یاد رہتا ہے۔

جب رنگ بھلا دئیے ہوں گے اور صراحی نیست و نابود ہو چکی

ہو گی۔

تب ایک ستارہ شناس نے کہا : استاد، وقت کے بارے میں
آپ کا کیا خیال ہے ؟

اور اس نے جواب دیا :

تم وقت کی پیمائش کرنا چاہتے ہو جو بے پایاں اور ناقابل
پیمائش ہے۔

تم وقت اور موسم کے مطابق اپنے کام کرتے ہو بلکہ اپنی روح
کا نظم ونسق بھی اسی کے مطابق کرنا چاہتے ہو۔

تم وقت کو ایک بہتا ہوا چشمہ بنانا چاہتے ہو جس کے کنارے
بیٹھ کر تم اُس کے بہاؤ کو دیکھ سکو۔

تاہم وہ جو تمہارے اندر وقت کی قید سے باہر ہے، وقت کے
لامحدود ہونے سے واقف ہے۔

اور جانتا ہے کہ گذرا ہوا کل، صرف آج کی یاد ہے اور آنے والا
کل، آج کا خواب ہے۔

اور وہ جو تمہارے اندر نغمہ زن ہے اور غور و فکر کرتا ہے، وہ
ابھی تک اُس اولیں لمحے کے وقفے میں سکونت پذیر ہے، جب

ستارے فضا کے بسیط میں بکھیرے گئے تھے'

تم میں کون ہے جو یہ نہیں محسوس کرتا کہ اس کی محبّت کرنے کی

قوت لامحدود ہے۔

اور جو یہ بھی نہیں محسوس کرتا کہ وہی محبّت' لامحدود ہونے

کے باوجود' اس کی ہستی کے مرکز میں پیوست ہے اور محبّت کا ایک

خیال دوسرے خیال سے جاکر ملتا ہے اور محبّت کا ایک عمل' اس

کے دُوسرے عمل سے؟

اور کیا وقت محبّت کی ہی طرح' غیر منقسم اور بے پایاں نہیں

ہے؟

لیکن اگر تم اپنے ذہن میں وقت کی پیمائش موسموں کے ذریعے سے

کرنا چاہتے ہو' تب ہر موسم کو دوسرے تمام موسموں کے گرد حلقہ بنا

لینے دو'

اور آج کے دن کو گذشتہ زمانے کو یاد کر کے گلے لگا لینے دو' اور

مستقبل کو شوق کے ساتھ اپنی گود میں لینے دو۔

اور شہر کے ایک بزرگ شخص نے کہا ہم سے بھلائی اور برائی کے بارے

میں کچھ کہیئے۔

اور اس نے جواب دیا:

تمہارے اندر جو بھلائی ہے، اس کے بارے میں تو میں تم سے

بات کر سکتا ہوں لیکن برائی کے بارے میں نہیں۔

اس لئے کہ برائی کیا ہے سوا اس بھلائی کے جسے اس کی اپنی

بھوک اور پیاس سے ایذا پہنچی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب بھلائی بھوکی ہوتی ہے تب وہ تاریک

غاروں میں بھی غذا تلاش کرتی ہے اور جب وہ پیاسی ہوتی ہے

تو گدلا پانی بھی پیتی ہے۔

تم اس وقت بھلے ہوتے ہو، جب تم خود کے ساتھ متحد ہوتے

ہو۔

تاہم جب تم خود کے ساتھ متحد نہیں ہوتے اس وقت برے

نہیں ہوتے۔

اس لئے کہ ایک ایسا گھر جس میں پھوٹ پڑی ہو، چوروں کا

بسیرا نہیں ہوتا، وہ تو محض ایک پھوٹ پڑا ہوا گھر ہوتا ہے۔

اور ایک بے پتوار کا جہاز بغیر کسی مقصد کے خطرناک جزیروں

کے درمیان اِدھر اُدھر بھٹک سکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ

وہ ڈوب جائے۔

تم بھلے اس وقت ہوتے ہو جب تم اپنی ذات میں سے کچھ

دیتے ہو۔

لیکن تم اس وقت بُرے نہیں ہو جاتے جب تم خود اپنا نفع

چاہتے ہو۔

اس لئے کہ جب تم نفع چاہتے تو تم اس جڑ کی طرح ہوتے ہو

جو زمین میں دھنس کر اُس کے سینے کا رس چوستی ہے۔

پس پھل، جڑ سے یہ تو نہیں کہہ سکتا "میری طرح ہو جاؤ"، پکی

ہوئی اور رس سے بھری ہوئی" اور اپنی دولت کو برابر تقسیم کرتی رہو"

اس لئے کہ پھل کے لئے دینا تو ایک ضرورت ہے، جس طرح

جڑ کے لئے لینا ایک ضرورت ہے۔

تم بھلے اس وقت ہوتے ہو جب تمہاری گفتار میں مکمل

بیداری ہو۔

تاہم تم اس وقت بُرے نہیں ہوتے جب تم سوتے ہو، اور تمہاری زبان بے مقصد کے بھٹکتی ہے۔

اور لڑکھڑاتی بولی بھی ایک کمزور زبان کو مضبوط کر سکتی ہے۔

تم اس وقت بھلے ہوتے ہو جب تم اپنے نصب العین کی طرف مستحکم اور مضبوط قدموں سے چلتے ہو۔

تاہم تم اس وقت بُرے نہیں ہوتے جب تم اس مقصد کی طرف لنگڑاتے لنگڑاتے جاتے ہو۔

وہ لوگ بھی جو لنگڑا کر چلتے ہیں، پیچھے کی طرف نہیں جاتے۔

لیکن تم جو مضبوط اور تیز رفتار ہو، اس کا خیال رکھو کہ جب تم لنگڑوں کے آگے ہو، تو یہ سمجھ کر کہ یہ ان کے ساتھ مہربانی کرنا ہے، تم بھی لنگڑانے نہ لگو۔

تم بے شمار طریقوں سے بھلے ہو سکتے ہو، اور جب تم بھلے نہیں ہوتے، اس وقت بُرے نہیں ہوتے۔

ایسی حالت میں تو تم محض بھٹکتے ہوتے ہو یا سُست ہوتے ہو۔

افسوس، ہرن کچھوؤں کو تیزی نہیں سکھا سکتے۔

جب تم اپنی دیو قامت ذات کی تمنّا کرتے ہو تو اس میں تمہاری بھلائی ہوتی ہے، اور یہ تمنّا تم ہی سے ہر ایک میں پائی جاتی ہے۔

لیکن بعض تم میں سے ایسے ہیں جن کے اندر یہ تمنّا ایک پُر زور دھارے کی طرح ہوتی ہے جو تیزی سے سمندر کی جانب بہتا ہے۔ اور اپنے ساتھ پہاڑوں کے راز اور جنگلوں کے گیتوں کو بھی لے کر چلتا ہے۔

اور بعض دوسرے لوگوں میں یہ تمنّا ایک چھچھلے آہستہ رو چشمے کی طرح ہوتی ہے جو گوشوں اور موڑوں میں کھو جاتا ہے، اور جو سمندر کے کنارے تک رُک رُک کر پہنچتا ہے۔

لیکن اُسے جس کے دل میں تمنّاؤں کا خروش ہے، اس سے جس کی تمنّائیں مدھم ہوتی ہیں یہ نہ کہنا چاہئیے کہ "تم سُست اور آہستہ خرام کیوں ہو؟"

اس لئے کہ جو لوگ صحیح معنوں میں بھلے ہوتے ہیں برہنہ شخص سے یہ نہیں پوچھتے کہ "تم ننگے کیوں ہو؟" نہ کسی بے گھر سے پُوچھتے

ہیں کہ "تمہارے گھر کو کیا ہوا؟"

تب ایک کاہنہ نے کہا، ہم سے دُعا کے بارے میں کچھ کہئے۔

اور اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

تم مصیبت اور حاجت کے موقعہ پر دُعا کرتے ہو، کیا اچھا ہو اگر تم اس وقت بھی دعا کرو جب تمہارا دل خوشی سے بھرا ہو اور جب تم خوش حال ہو۔

دُعا اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ تمہاری ذات زندہ آسمانی عنصر میں پھیلے؟

اور اگر تم اپنی تاریکی کو فضا میں گھول کر سکھ پاتے ہو تو یہ بھی تمہارے لئے باعثِ مسرّت ہوگا کہ تم اپنے دل کے نور کو بھی منتشر کرو۔

اور اگر اُس وقت جب تمہاری روح تمہیں دُعا کے لئے بلاتی ہے تم رونے پر مجبور ہو جاتے ہو، تب چاہے تم آنسو بہاتے ہی رہو

تو تمہاری روح کو بار بار کوشش کرنا چاہیئے کہ تم پر ایسی کیفیت

پیدا ہو جائے کہ تم ہنسنے لگو۔

جب تم دعا مانگتے ہو تو گویا تم ان تمام لوگوں سے آسمانی

فضاؤں میں ملاقات کرتے ہو، جو کہ اُسی وقت دُعا مانگتے ہوتے ہیں

اور جن لوگوں سے سوائے اس دعا کے موقعہ کے تم اور کسی وقت

نہیں مل سکتے۔

اس لئے جب تم اس غیر مرئی عبادت گاہ میں جاؤ تو جذب

اور شیریں انکشاف کے علاوہ تمہارا اور کوئی دوسرا مقصد نہ ہونا چاہیئے۔

اس لئے کہ اگر تم صرف مانگنے کے لئے مندر میں داخل ہوتے ہو، تب

تمہارا مُدعا پورا نہ ہوگا۔

اور اگر تم صرف اپنے سر کو جھکانے کے لئے اس میں داخل ہوتے

ہو، تب تم اٹھائے نہ جاؤ گے۔

یا اگر تم صرف اس لئے اس میں داخل ہوئے ہو کہ دوسروں کی بھلائی

کے لئے استدعا کرو تب تمہاری بات سنی نہ جائے گی۔

تمہارے لئے غیر مرئی عبادت گاہ میں داخل ہونا ہی کافی ہے۔

میں تمہیں الفاظ کے ذریعہ سے دُعا کرنا نہیں سکھا سکتا۔

خدا تمہارے الفاظ نہیں سنتا، سوا اس وقت کے جب وہ خود ان الفاظ کو تمہارے لبوں کے ذریعہ سے ادا کرتا ہے۔

اور میں تمہیں سمندروں، جنگلوں اور پہاڑوں کی دُعا نہیں سکھا سکتا۔

لیکن تم جنہیں پہاڑوں، جنگلوں اور سمندروں نے پیدا کیا ہے۔ تم ان کی دُعا کو اپنے دل میں دریافت کر سکتے ہو۔

اور اگر تم رات کے سکوت میں ذرا کان لگا کر سنو، تب تمہیں خاموشی میں ان کی آواز یہ کہتی ہوئی سُنائی دے گی:

"اے ہمارے خدا" جو ہماری پرواز کرتی ہوئی ذات ہے، ہماری مرضی میں تیری ہی مرضی کارفرما ہے۔

"ہمارے اندر موجود تیرا ہی منشاء ہماری راتوں کو جو تیری ہیں، دنوں میں بدل دے گا اور یہ دن بھی تیرے ہیں۔

"ہم تجھ سے کچھ بھی مانگ نہیں سکتے" اس لئے کہ تو ہماری ضرورتوں سے، قبل اس کے ہمیں ان کا احساس ہو، واقف ہے۔

"تو ہی ہماری ضرورت ہے، اور جب تو اپنی ذات میں سے ہمیں
کچھ زیادہ دیتا ہے تو ہم سب کچھ پا جاتے ہیں۔

تب ایک راہب، جو سال میں صرف ایک مرتبہ شہر آتا تھا،
سامنے آیا اور اس نے کہا: ہم سے مسرّت کے بارے میں کچھ کہیے۔

اور اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

مسرّت آزادی کا گیت ہے،
لیکن آزادی نہیں ہے۔
یہ تمہاری خواہشوں کی شگفتگی ہے،
لیکن یہ ان کا ثمر نہیں ہے۔
یہ ایک گہرائی ہے جو بلندی کی طلب کرتی ہے،
لیکن یہ خود نہ گہرائی ہے اور نہ بلندی۔
یہ ایک گرفتار طائر کے پر نکل آنے کے مانند ہے،
لیکن یہ فضاؤں میں سیر نہیں ہے۔
ہاں، مسرّت درحقیقت آزادی کا ایک گیت ہے۔

اور میں چاہوں گا کہ تم اسے جوش و خروش سے گاؤ، لیکن میں یہ نہ چاہوں گا کہ اسے گاتے وقت تم اپنے دل کھو بیٹھو۔

تمہارے بعض نوجوان مسرّت کی اس طرح تلاش کرتے ہیں گویا وہی سب کچھ ہے، اس کے بعد لوگ اُن کے افعال کے متعلق اپنی رائے قائم کرتے ہیں، اور اُن کی سرزنش کرتے ہیں۔

میں نہ تو ان کے افعال پر اعتراض کروں گا نہ ان کی سرزنش کروں گا۔ میں چاہوں گا کہ وہ تلاش کریں۔

اس لیے مسرّت تو انہیں ملے گی، لیکن صرف وہی نہیں۔

اس کی سات بہنیں ہیں اور ان میں سب سے کم حیثیت والیاں بھی مسرّت سے زیادہ حسین ہیں۔

کیا تم نے اُس شخص کے بارے میں نہیں سُنا ہے جو زمین کو جڑوں کے لیے کھود رہا تھا اور اسے خزانہ مل گیا؟

اور تم میں سے بعض زیادہ عمر والے لوگ گذشتہ مسرّتوں کی یاد افسوس کے ساتھ کرتے ہیں گویا وہ بدمستی کی حالت میں سرزد ہونے والی غلطیاں تھیں۔

لیکن افسوس تو ذہن پر دھند کا چھا جاتا ہے، اس کا پاک ہو جانا نہیں ہے۔

انہیں اپنی مسرتوں کو شکر کے ساتھ یاد کرنا چاہئے، جس طرح موسم گرما میں فصل اکٹھا کی جاتی ہے۔

لیکن اگر افسوس کرنے سے انہیں سکھ ملتا ہے، تب انہیں سکھ لینے دو۔

اور تم میں ایسے لوگ ہیں جو نہ تو نوجوان ہیں کہ تلاش کریں، نہ اتنے عمر رسیدہ کہ یاد کریں۔

یہ لوگ تلاش اور یاد سے ڈرنے کی وجہ سے تمام مسرتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ انہیں یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں وہ روح کو بھول نہ جائیں یا اسے ناراض نہ کر دیں۔

لیکن انہیں اسی کنارہ کشی میں مسرت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور اس طرح انہیں بھی خزانہ مل جاتا ہے گو کہ وہ کپکپاتے ہاتھوں سے جڑوں کی تلاش میں زمین کھودتے ہیں۔

لیکن مجھے بتاؤ وہ کون سا شخص ہے جو روح کو ناراض کر سکتا ہے؟
کیا بلبل رات کے سکوت کو ناراض کر سکتی ہے، یا جگنو ستاروں کو؟

اور کیا تمہارا شعلہ یا تمہارا دھواں ہوا کے لئے بوجھ بن سکتا ہے؟
کیا تم سمجھتے ہو کہ روح تالاب کے ٹھہرے پانی کی طرح ہے جسے ایک لکڑی سے ہلایا جا سکتا ہے؟

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب اپنے کو کسی مسرت سے محروم رکھتے ہو تو تم اس مسرت کی خواہش کو اپنی ہستی کے کسی گوشے میں چھپا کر رکھ لیتے ہو۔

کیا معلوم کہ جو چیز آج چھوٹ گئی، وہ کل کی منتظر ہے۔
تمہارے جسم تک کو اس کا علم ہوتا ہے کہ اس کا سرمایہ کیا ہے اور اس کی جائز ضرورت کیا ہے اور اسے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔
اور تمہارا جسم تمہاری روح کا رباب ہے۔
اور یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اس سے شیریں نغمے نکالو یا بے ربط

آوازیں۔

اور اب تم اپنے دل سے پُوچھو "میں مسرّت کی قسموں میں اچھی

کی تمیز اس سے کیسے کروں جو اچھی نہیں ہے"۔

اپنے کھیتوں اور اپنے باغوں میں جاؤ اور تب تم کو معلوم ہوگا کہ

شہد کی مکھّی کی مسرّت اس میں ہے کہ وہ پھولوں سے رس چُوسے،

اور پھول کی مسرّت اس میں ہے کہ اپنا رس مکھی کو دے۔

اس لئے کہ شہد کی مکھّی کے لئے پھُول زندگی کا سرچشمہ ہے۔

اور پھول کے لئے شہد کی مکھّی محبت کی قاصد ہے۔

اور شہد کی مکھّی اور پھول دونوں کے لئے مسرّت کا دینا اور مسرّت

حاصل کرنا ضرورت بھی ہے، اور کیف و وجد بھی۔

آرفلیز کے لوگو، اپنی مسرّتوں کو پھولوں اور شہد کی مکھّیوں کی طرح

حاصل کرو۔

اور ایک شاعر نے کہا: ہم سے خوبصورتی کے بارے میں

باتیں کیجئے۔

اور اس نے جواب دیا:

تم خوبصورتی کو کہاں ڈھونڈھو گے اور وہ تمہیں کیسے ملے گی،

جب تک کہ وہ خود تمہارا راستہ اور تمہاری رہبر نہ ہو؟

اور تم اس کے بارے میں باتیں کیسے کر سکتے ہو جب تک وہی

تمہاری بات کا تانا بانا نہ بُنے؟

رنجیدہ اور مجروح لوگ کہتے ہیں:

"خوبصورتی مہربان اور نرم دل ہوتی ہے،

"نوجوان ماں کی طرح، اپنی آن بان سے کسی قدر شرمندہ، وہ

ہمارے درمیان چلتی پھرتی ہے"

اور تند مزاج لوگ کہتے ہیں: نہیں خوبصورتی بڑی طاقتور اور

خوفناک ہوتی ہے۔

وہ ایک طوفان کی طرح ہمارے نیچے کی زمین کو اور اوپر کے

آسمان کو ہلا دیتی ہے"

اور تھکے ماندے لوگ کہتے ہیں" خوبصورتی سرگوشیاں کرتی ہے

وہ ہماری روح سے بات کرتی ہے۔

اس دھیمی روشنی کی طرح جو سائے کے ڈر سے لرزتی ہوئی معلوم

ہوتی ہے اس کی آواز ہماری خاموشیوں میں گم ہو جاتی ہے۔
لیکن وہ لوگ جو بے چین ہوتے ہیں کہتے ہیں "ہم نے خوبصورتی

کو پہاڑوں میں چیختے ہوئے سنا ہے' اور اس کی چیخوں میں گھوڑے

کی ٹاپوں' کی آواز' پرندوں کے پَروں کی پھڑپھڑاہٹ اور شیروں

کی چنگھاڑ سنائی دیتی ہے۔"

رات کے وقت شہر کے چوکیدار کہتے ہیں "خوبصورتی' صبح کے

ساتھ ساتھ مشرق سے طلوع ہو گی"

اور دوپہر کے وقت محنت کش اور مسافر کہتے ہیں" ہم نے

غروب آفتاب کی کھڑکیوں سے اُسے دنیا کی طرف جھانکتے ہوئے

دیکھا ہے۔"

موسم سرما میں' برف میں گھرے ہوئے لوگ کہتے ہیں" خوبصورتی'

بہار کے ساتھ' پہاڑوں پر کُلیلیں بھرتی ہوئی آئے گی۔"

اور گرمی کے موسم میں' فصل کاٹنے والے کہتے ہیں" ہم نے اُسے

خزاں کی پتّیوں کے ساتھ ناچتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم نے دیکھا کہ
اُس کے بالوں میں تھوڑی سی برف لگی ہوئی تھی۔

تم نے خوبصورتی کے بارے میں یہ سب باتیں کہی ہیں۔
لیکن در اصل تم نے اُس کے بارے میں نہیں بلکہ نہ پوری ہونے
والی ضرورتوں کے بارے میں باتیں کیں۔

اور خوبصورتی، ضرورت نہیں، بلکہ کیف وجذب ہے،
وہ نہ تو ایسا دہن ہے جو تشنہ ہو، نہ ایسا خالی ہاتھ جو بھیک
کے لئے پھیلا ہو،

وہ تو ایک مشتعل دل اور ایک مسحور روح ہے۔
وہ ایسا نقش نہیں جو تمہیں نظر آئے گا نہ ایسا گیت جو تمہیں
سنائی دے گا۔

بلکہ وہ ایسا نقش ہے جو تمہیں اس وقت بھی دکھائی دے گا
جب تمہاری آنکھیں بند ہونگی اور ایسا گیت جو اس وقت بھی سنائی
دے گا جب تمہارے کان بند ہوں گے۔

وہ سخت ڈنٹھل کے اندر بہتا ہوا رس نہیں ہے، نہ بازو میں
لگا ہوا پر ہے۔

بلکہ وہ ایک سدابہار باغ ہے، وہ فرشتوں کا ایک ایسا جھنڈ

ہے جو ہمیشہ اُڑتا رہتا ہے۔

آرفلیز کے لوگو، خوبصورتی زندگی ہے، جب زندگی اپنے مقدس

چہرے سے نقاب اٹھا لیتی ہے۔

لیکن تم ہی زندگی ہو اور تم ہی نقاب ہو۔

خوبصورتی، خود اپنے کو آئینے میں دیکھتی ہوئی ابدیت ہے۔

لیکن تم ہی ابدیت ہو اور تم ہی آئینہ ہو۔

اور ایک بڈھے کاہن نے کہا "ہم سے مذہب کے بارے

میں کچھ کہیئے"

اور اس نے کہا:

کیا آج میں نے کسی دوسری چیز کے بارے میں بات کی ہے؟

کیا مذہب تمام تر اعمال و افکار نہیں ہے،

اور وہ جو نہ عمل ہے اور نہ فکر، بلکہ روح میں مسلسل ابھرنے والی

حیرت اور استعجاب، ایسے موقعہ پر بھی جب ہاتھ پتھر توڑتے ہوتے

ہیں یا کرگھا چلاتے ہوتے ہیں۔

اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے کون الگ کر سکتا ہے، یا اپنے

عقیدے کو اپنے کاموں سے؟

اپنے اوقات کو یہ کہہ کر کون تقسیم کر سکتا ہے "یہ خدا کے لئے ہے

اور یہ میرے لئے، یہ میری روح کے لئے اور یہ دوسرا میرے جسم کے

لئے۔

تمہارے تمام اوقات فضا میں پروں کی طرح ایک ذات سے

دوسری ذات کی جانب پھڑپھڑاتے رہتے ہیں۔

ایسا شخص جو اخلاق کو اپنے سب سے اچھے لباس کی طرح

پہنتا ہے بہتر ہے کہ وہ ننگا رہے۔

ہوا اور دھوپ سے اس کی کھال میں چھید نہیں پڑیں گے۔

وہ شخص جو اپنے اطوار کے لئے علم اخلاق کی سند پیش کرتا

ہے وہ گویا اپنے خوش لحن طائر کو پنجرے میں بند کرتا ہے۔

سب سے زیادہ آزاد نغمے کی آواز سلاخوں اور تاروں کے جال

سے گذر کر نہیں آتی۔

اور جس کے لئے عبادت ایک کھڑکی کی طرح ہے جسے کھولا اور
بند کیا جا سکتا ہے، وہ اپنی روح کے مکان میں نہیں گیا ہے۔
جس کی کھڑکیاں ایک صبح سے لے کر دوسری صبح تک کھلی رہتی
ہیں۔

تمہاری روزانہ زندگی تمہارا معبد اور تمہارا مذہب ہے۔
تم جب بھی اس میں داخل ہو اپنے ساتھ اپنا سب کچھ لے
کر جاؤ۔
اپنا ہل ساتھ لو اور بھٹی، اور موگرا اور رباب
تمام وہ چیزیں جو تم نے اپنی ضرورت کے لئے یا اپنی خوشی
کے لئے بنائی ہیں۔
کیونکہ اپنے تصور میں تم اپنی کارگزاریوں سے زیادہ اونچے
نہیں اٹھ سکتے نہ اپنی ناکامیوں سے زیادہ نیچے گر سکتے ہو۔
اور سب کو ساتھ لے کر چلو۔
کیونکہ پرستش کرتے وقت تم ان کی امیدوں سے زیادہ اونچے

نہیں اڑ سکتے، نہ ان کی مایوسیوں سے زیادہ نیچے گر سکتے ہو۔

اور اگر تم خدا کو پہچاننا چاہتے ہو تو معمّوں کو حل کرنے کی کوشش نہ کرو۔

بلکہ اپنے ارد گرد دیکھو اور تم اُسے اپنے بچّوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پاؤ گے۔

اور فضا پر نظر ڈالو، تم اُسے بادل میں چلتا ہوا پاؤ گے، بجلیوں میں اس کے ہاتھوں کو پھیلتے ہوئے اور بارش میں اُسے نیچے اُترتے ہوئے پاؤ گے۔

تم اسے پھولوں میں ہنستا ہوا دیکھو گے، اور درختوں میں اُس کے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو ہلتے ہوئے۔

تب المطرہ بولی اور اس نے کہا " اب ہم آپ سے موت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔

اور اس نے کہا:

تم موت کا راز جاننا چاہتے ہو۔

لیکن جب تک تم قلبِ حیات میں اس کی جستجو نہ کرو، تم اسے کیسے معلوم کر سکتے ہو؟

اُلّو جس کی آنکھیں رات کو ہی دیکھ سکتی ہیں اور جس کے لئے دن اندھیرا ہوتا ہے روشنی کا راز کیسے فاش کر سکتا ہے۔

اگر تم دراصل موت کی روح کا نظارہ کرنا چاہتے ہو تو حیات کے جسم کو دل کی آنکھ سے دیکھو۔

اس لئے حیات اور موت ایک ہی ہیں جس طرح دریا اور سمندر ایک ہیں۔

تمہاری اُمیدوں اور خواہشوں کی گہرائیوں میں ماورا کے متعلق تمہارا خاموش علم موجود ہوتا ہے۔

اور جس طرح برف کے نیچے دبے ہوئے بیج خواب دیکھتے رہتے ہیں اسی طرح تمہارا دل بہار کا خواب دیکھتا ہے۔

خوابوں پر بھروسہ کرو اس لئے کہ ابدیت کا دروازہ ان میں ہی

پوشیدہ ہے۔

جب تم موت سے ڈرتے ہو، تو تم اس گلّے بان کی طرح ہوتے ہو جو بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر تھر تھر کانپتا ہے، حالانکہ بادشاہ اُسے عزّت و افتخار بخشنے کے لئے اپنے پاس بُلاتا ہے۔

لیکن جب گلّے بان کانپتا ہے تو کیا وہ دل ہی دل میں خوش نہیں ہوتا کہ بادشاہ اُسے طُرّہ افتخار بخشنے والا ہے؟

پھر بھی اسے اپنے کانپنے کا ہی خیال لگا رہتا ہے۔

مرنا طوفانی ہواؤں میں برہنہ کھڑے ہونے، اور سورج کی گرمی سے پگھل جانے کے علاوہ اور کیا ہے؟

اور سانس کا رُک جانا، سانس کو اس کی مضطرب لہروں سے رہا کر دینے کے علاوہ اور کیا ہے، تاکہ وہ اُبھر اور پھیل سکے اور بغیر کسی رکاوٹ کے خدا کو تلاش کر سکے۔

تم اسی وقت گا سکتے ہو جب تم خاموشی کے دریا کا پانی پیو۔

اور جب تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ گے تبھی تم اُوپر چڑھنا

شروع کرو گے۔

اور جب زمین تمہارے اعضائے بدن کو اپنا بنالے گی اسی وقت تم صحیح معنوں میں رقص کرو گے۔

اور اب شام ہو گئی۔

اور روشن ضمیر اَلمِطرہ نے کہا، مبارک ہے آج کا دن اور یہ جگہ اور تمہاری روح جس نے ہم سے خطاب کیا۔

اور اُس نے جواب دیا کیا میں نے خطاب کیا تھا؟

کیا میں سننے والا بھی نہیں تھا؟

تب وہ معبد کی سیڑھیوں سے نیچے اترا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے اور وہ اپنے جہاز پر پہنچا اور اس کے عرشے پر کھڑا ہو گیا۔

اور لوگوں کی طرف اُس نے پھر رُخ کیا اور باآوازِ بلند ان سے کہا:

آرفلیز کے لوگو، ہواؤں کا اشارہ ہے کہ میں تم سے جُدا

ہو جاؤں۔

میں ہوا سے کم تیز رفتار ہوں، لیکن میرے لئے ضروری ہے

کہ میں جاؤں۔

ہم جہاں گشت لوگ، جو ہمیشہ زیادہ تنہائی کی راہ تلاش کرتے رہتے

ہیں، اپنا کوئی دن اس طرح شروع نہیں کرتے جہاں ہم نے پہلا دن

ختم کیا تھا اور کوئی طلوع آفتاب ہم کو وہاں نہیں پاتا جہاں غروب

آفتاب نے ہم کو چھوڑا تھا۔

جب زمین سوتی ہے تب ہم سفر کرتے ہیں۔

ہم بڑے مضبوط درخت کے بیج ہیں، اور اپنی پختگی اور قلب

کی وسعت کے سبب سے ہم کو ہوا میں اُڑایا اور بکھیرا جاتا ہے۔

میں نے تمہارے درمیان تھوڑی مدّت قیام کیا اور میں نے

تم سے جو باتیں کیں وہ اس سے بھی زیادہ تھوڑی تھیں۔

لیکن اگر میری آواز تمہارے کان سے غائب ہو جائے اور

میری محبت کو تم بھول جاؤ، تب میں دوبارہ آؤں گا۔

اور تب میں تم سے دل کی ایسی گہرائیوں اور ایسی زبان سے بولوں گا جس میں زیادہ تاثر ہوگا اور جو تمہاری روح کے تاروں کو چھو لے گا۔

ہاں میں سمندر میں اونچی اٹھتی ہوئی موجوں کے ساتھ واپس آؤں گا۔

اور گو موت کی چادر مجھ پر پردہ ڈال دے، اور وسیع تر خاموشی مجھے ڈھانک لے، پھر بھی میں دوبارہ اپنی بات تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

اور میری یہ کوشش بیکار نہ ہوگی۔

اگر جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سچ ہے، تب یہ سچائی زیادہ صاف آواز سے بولے گی اور ایسے الفاظ میں بولے گی جن سے تم زیادہ مانوس ہوگے۔

آرفلیز کے لوگو، میں ہوا کے ساتھ جا رہا ہوں، لیکن میں

خلاء میں نہیں جا رہا ہوں۔

اور اگر آج کے دن تمہاری ضرورتوں اور میری محبت کی تکمیل نہیں ہوئی ہے، تب اس دن کو کسی دوسرے بہتر دن کا وعدہ سمجھو۔

انسان کی ضرورتیں بدل سکتی ہیں، لیکن اس کی محبت نہیں، نہ اس کی یہ آرزو بدل سکتی ہے کہ محبت اس کی ضرورتوں کو پورا کرے۔

پس یہ جان لو کہ عظیم تر خاموشی سے میں واپس آؤں گا۔

کہرہ صبح کو چھٹ جاتا ہے اور کھیتوں پر شبنم کے قطرے چھوڑ جاتا ہے۔ وہی کہرہ اونچا اڑ کر بادل بن جاتا ہے اور بارش کی شکل میں نیچے برستا ہے۔

میں اسی کہرے کے مانند تھا۔

رات کے سکوت میں میں تمہاری سڑکوں پر گھوما ہوں اور میری روح تمہارے گھروں میں داخل ہوئی ہے۔

اور تمہارے دل کی دھڑکن میرے دل نے سنی ہے، اور

تمہاری سانس کی گرمی میں نے اپنے چہرے پر محسوس کی ہے اور میں تم

سب کو جان گیا تھا۔

ہاں میں تمہاری خوشی اور تمہارے درد سے واقف تھا اور

جب تم سوتے میں خواب دیکھتے تھے تو وہ میرے خواب تھے۔

اور کبھی کبھی میں تمہارے درمیان اس طرح تھا جیسے پہاڑوں

میں جھیل ہوتی ہے۔

مجھ میں تمہاری بلندیوں اور تمہارے نشیبوں کا عکس دکھائی

دیتا تھا' اور تمہارے گذراں خیالات کے جھُنڈ کا اور تمہاری

خواہشوں کا عکس۔

اور چشموں میں کھیلتے ہوئے تمہارے بچّوں کی ہنسی' اور دریاؤں

میں تیرتے ہوئے تمہارے نوجوانوں کی آرزوئیں' میری خاموشی

تک پہنچتی تھیں۔

اور میری گہرائیوں تک پہنچنے کے بعد بھی ان چشموں اور

دریاؤں کا نغمہ مجھے سنائی دیتا تھا۔

لیکن ہنسی اور آرزو سے بھی زیادہ شیریں اور زیادہ بڑی شے

میرے پاس آئی۔

اور وہ تمہاری اندرونی لامحدودیت تھی۔

تمہارے اندر ایک وسیع انسان ہے، تم جس کے چھوٹے چھوٹے اجزا ہو۔

وہ انسان جس کے نغمے کے آگے تمہارے سب گیت صرف بے آواز تھرتھراہٹیں معلوم ہوتے ہیں۔

تم اسی وسیع انسان کے وسیلے سے وسیع بنتے ہو۔

اور اسی کا نظّارہ کر کے میں نے تمہارا نظّارہ کیا تھا اور تم سے محبت کی تھی۔

محبّت کون سی ایسی دُور دراز مسافتیں طے کر سکتی ہے، جو اس انسانی وسعت کے دائرے میں نہیں ہیں؟

اس کی وسعت سے پرے کن تخیلات، کن توقعات اور کن احتمالات کی پرواز ہو سکتی ہے؟

تمہارے اندر کا دسیع انسان ایک دیو قامت شاہ بلوط کے درخت کی طرح ہے جس پر سیب کے شگوفے کھلے ہوئے ہیں۔

اس کی قوت تم کو زمین سے پیوست کرتی ہے، اس کی خوشبو تم کو فضا میں اونچا اٹھاتی ہے، اور اس کی پائداری سے تم لافانی بنتے ہو۔

تمہیں بتایا گیا ہے کہ ایک زنجیر کی طرح تم بھی اتنے ہی کمزور ہوتے
ہو جیسے کہ زنجیر کی سب سے کمزور کڑی۔

لیکن یہ پوری سچائی نہیں ہے۔ تم مضبوط بھی اتنے ہی ہو جتنا
کہ زنجیر کی سب سے مضبوط کڑی۔

تمہارے سب سے معمولی کام سے تمہارا اندازہ لگانا ویسا ہی
ہے جیسے کہ سمندر کا اس کے سب سے کمزور جھاگ سے اندازہ لگانا۔

تمہاری ناکامیوں سے تمہارا اندازہ لگانا ویسا ہے جیسا موسموں
کا ان کی بے ثباتی سے اندازہ لگانا۔

ہاں، تم ایک سمندر کی طرح ہو۔

اور گو کہ بھاری تلوں والے جہاز تمہارے کنارے پر موجوں
کی سطح کے اٹھنے کا انتظار کرتے ہیں، تاہم سمندر کی طرح تم موجوں
کے چڑھاؤ کو وقت سے پہلے پیدا نہیں کر سکتے۔

اور تم موسموں کی طرح بھی ہو۔

اور گو کہ جب تم موسم سرما میں ہوتے ہو، تب تم اپنی بہار کے
منکر ہوتے ہو۔

پھر بھی بہار، جو تمہارے اندر خوابیدہ ہوتی ہے، خواب ہی
میں مسکراتی ہے اور اُسے تمہارا انکار بُرا نہیں لگتا۔

یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے یہ باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں۔
تاکہ تم ایک دوسرے سے یہ کہہ سکو" اس نے ہماری خوب تعریفیں
کیں۔ اس نے صرف ہماری بھلائیوں کو دیکھا۔"

میں تو تم سے انہیں باتوں کو الفاظ میں کہہ دیتا ہوں، جنہیں
تم جانتے ہو اور جو تمہارے دل میں ہوتی ہیں۔

اور الفاظ کے ذریعہ حاصل کیا ہوا علم بے الفاظ والے علم کی ہی
تو پرچھائیں ہے۔

تمہارے خیالات اور میرے الفاظ ایک مہر بہ لب یادداشت
کی لہریں ہیں۔ اس یادداشت میں ہمارے بیتے دنوں کی باتیں
محفوظ ہوتی ہیں۔

اور اُن قدیم زمانوں کی جب زمین نہ ہم سے واقف تھی، نہ خود
اپنے سے

اور اُن راتوں کی جب زمین پر انتشار اور پراگندگی پھیلی تھی۔

تمہارے پاس عاقل اور دانا لوگ آتے ہیں تاکہ اپنی دانائی تمہیں
دیں۔ میں تمہاری دانائی لینے آیا ہوں،
اور دیکھو، مجھے دانائی سے بھی زیادہ بڑی شے مل گئی ہے۔
یہ تمہارے اندر کی روح ہے جو شعلے کے مانند مسلسل خود کو مجتمع
کرتی رہتی ہے۔
اور تم اس کی اجتماعیت سے لاپرواہ ہو کر، ہمیشہ اس کا رونا روتے
رہتے ہو کہ تمہاری عمر پژمردہ ہوتی جا رہی ہے۔
وہی زندگی، جو جسم میں جان کی تلاش کرتی ہے، قبر سے ڈرتی ہے۔

یہاں تو کوئی قبر نہیں۔

یہ کہسار اور یہ میدان تو ہنڈولے ہیں اور اُوپر کی طرف جانے
والے زینے ہیں۔
جب بھی تم اس خطۂ زمین کے پاس سے گزرو جہاں تم نے اپنے
بزرگوں کو ابدی نیند سلایا ہے، اس پر غور سے نظر ڈالو اور تم وہاں
اپنے کو اور اپنے بچوں کو ہاتھ میں ہاتھ دیئے ناچتا ہوا دیکھو گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کبھی کبھی تم بغیر جانے ہوئے خوشیاں مناتے ہو۔

اور بعض دوسرے لوگ تمہارے پاس آئے ہیں، جن پر تم نے
بھروسہ کیا اور جنہوں نے تم سے سنہرے وعدے کئے، جس کے بدلے میں
تم نے انہیں دولت اور طاقت دی اور اعزاز بخشا۔

میں نے تو تمہیں وعدے سے بھی کم شے دی ہے، لیکن تم نے
میرے ساتھ، ان کے مقابلے میں زیادہ دریادلی کا ثبوت دیا ہے۔

تم نے مجھے زندگی کی زیادہ گہری پیاس دی ہے۔

کسی انسان کو اس سے بڑا اور کیا تحفہ دیا جا سکتا ہے جو اس کے
تمام مقاصد کو پیاسے سوکھے ہونٹوں سے بدل دے اور پوری زندگی
کو ایک چشمے میں تبدیل کر دے۔

اور یہی میرا اعزاز اور میرا انعام ہے۔

کہ میں جب بھی اس چشمے کے پاس اپنی پیاس بجھانے کے لئے
آؤں، تو میں اس زندہ پانی کو خود پیاسا پاؤں۔

اور جب میں اسے پیتا ہوں تو وہ مجھے پیتا ہے۔

تم میں سے بعض نے محسوس کیا ہے کہ تحفے قبول کرنے کے معاملے

یں میں مغرور ہوں یا ضرورت سے زیادہ شرم محسوس کرتا ہوں۔

اور جب تم چاہتے تھے کہ میں تمہارے دستر خوان پر بیٹھوں۔

میں نے پہاڑوں پر رس بھریاں کھائی ہیں۔

اور جب تم چاہتے تھے کہ میں تمہارے گھر کے اندر آرام کروں،

تب میں نے معبد کے باہری حصّے میں ہی سو جانا پسند کیا ہے۔

پھر بھی کیا میرے روز و شب کے طعام کو تمہاری دلی محبت نے

نہیں شیریں بنایا اور میری نیند کو حسین خوابوں کے سہروں سے ڈھانکا؟

میں تمہارے لئے خیر و برکت کی دعا اس لئے کرتا ہوں کہ

تم بہت کچھ دیتے ہو اور تم کو یہ بالکل معلوم بھی نہیں ہوتا کہ تم دے

رہے ہو،

سچ تو یہ ہے کہ ایسی مہربانی جو اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھنا چاہتی ہے

پتھّر بن جاتی ہے۔

اور بھلائی کا کام —— جو اپنی تعریف کر کے کیا جائے، لعنت

کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

اور تم میں سے بعض نے مجھے علیحدہ بلایا ہے، اور میری تنہائی میں شرکت کی ہے۔

اور تم نے کہا " وہ جنگل کے درختوں کے ساتھ مشورہ کرتا ہے۔

لیکن انسانوں کے ساتھ نہیں،

وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اکیلا بیٹھتا ہے اور ہمارے شہر کو نیچی نظر سے دیکھتا ہے "

یہ صحیح ہے کہ میں پہاڑوں پر چڑھا ہوں اور میں دُور دراز مقامات کو گیا ہوں۔

لیکن اگر میں بلندیوں اور دُور دراز مقامات پر نہ گیا ہوتا تو میں تم کو کیسے دیکھ پاتا؟

اگر کوئی دُور نہ ہو تو وہ قریب کیسے ہو سکتا ہے؟

اور تم میں سے بعض دوسروں نے مجھے بُلایا، لیکن آواز دے کر نہیں اور انہوں نے کہا:

اجنبی، اجنبی، ناقابلِ حصول بلندیوں کے عاشق، تم ایسی چوٹیوں

پر جہاں عقاب اپنے آشیانے بناتے ہیں، کیوں رہتے ہو؟

تم ناقابلِ حصول شے کے کیوں متلاشی ہو؟

تم اپنے جال میں کونسے طوفانوں کو پھنسانا چاہتے ہو،

اور کونسی دُخانی چڑیوں کا تم آسمان پر شکار کرنا چاہتے ہو،

آؤ اور ہم سے مل جاؤ۔

نیچے اُترو اور ہماری نان سے اپنی بھوک مٹاؤ اور ہماری

شراب سے اپنی پیاس بجھاؤ۔

انہوں نے باتیں اپنی روح کی تنہائیوں میں کیں۔

لیکن اگر اُن کی تنہائی زیادہ گہری ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ

میں تو صرف تمہاری مسرت اور تمہارے درد کے راز کا متلاشی تھا۔

اور میں تمہاری ان وسیع تر ذاتوں کو اپنے دام میں لانا چاہتا تھا

جو آسمانوں کی سیر کرتی ہیں۔

لیکن شکاری خود شکار بھی تھا۔

اس لئے کہ میری کمان سے نکلے ہوئے بہت سے تیروں نے

خود میرے سینے کو اپنا نشانہ بنایا،

اور اُڑنے والا، زمین پر رینگنے والا بھی تھا۔

اس لئے جب میرے پھیلے ہوئے پروں پہ سورج کی روشنی

پڑتی تھی تو زمین پر ان کا سایہ کچھوے کی طرح ہوتا تھا۔

اور میں جو ایمان رکھتا تھا، شک کرنے والا بھی تھا۔

اس لئے کہ میں نے اکثر خود اپنے زخموں کو اپنی انگلیوں سے

چھیڑا ہے تاکہ میں تم پر زیادہ اعتماد کر سکوں اور تم کو بہتر طور سے

جان سکوں۔

اور اس اعتماد اور اس علم کے ساتھ میں کہتا ہوں۔

تم اپنے جسموں کے اندر قید نہیں ہو، اور نہ تم اپنے مکانوں یا

اپنے کھیتوں کے پابند ہو،

تمہاری اصلی ہستی کہساروں سے اوپر رہتی ہے اور ہواؤں کے

ساتھ چلتی پھرتی ہے۔

یہ ہستی سورج سے گرمی لینے کے لئے دھوپ میں رینگ کر

نہیں جاتی نہ اپنی حفاظت کے لئے تاریکی میں بل کھودتی ہے۔

یہ ایک آزاد شے ہے، ایک روح جو کرۂ ارض کو ڈھانپتی ہے

اور آسمانی عنصر میں حرکت کرتی ہے۔

اگر یہ الفاظ مبہم ہیں، تو انہیں واضح کرنے کی کوشش نہ کرو۔
تمام اشیاء کا آغاز مبہم اور بے شکل ہوتا ہے، لیکن ان کا انجام
نہیں۔
اور میں چاہوں گا کہ تم مجھے ایک آغاز کی طرح سے یاد رکھو۔
زندگی اور تمام چیزیں جو زندہ ہیں، دھند میں جنم لیتی ہیں، بلّور
میں نہیں۔
اور کسے معلوم کہ بلّور بھی زوال کی حالت میں دھند ہے؟

میں چاہوں گا کہ جب تم مجھے یاد کرو تو یہ بھی یاد رکھو کہ
تمہارے اندر جو شے سب سے زیادہ کمزور اور پراگندہ ہے
وہی سب سے زیادہ مضبوط اور پکی ہے۔
کیا تمہاری سانس نے ہی تمہاری ہڈیوں کی ساخت نہیں کی
ہے اور انہیں سخت نہیں بنایا ہے؟
اور کیا وہ تمہارا ایک خواب ہی نہیں تھا جو اب تم میں سے
کسی کو یاد بھی نہیں، جس نے تمہارے شہر کی تعمیر کی اور جو کچھ کہ اس

یں ہے اُسے بنایا ؟

اگر تم اس سانس کے چڑھاؤ کو دیکھ سکتے تو پھر تم دوسری کسی شے پر بھی نظر نہ ڈالتے۔

اور اگر تم اس خواب کی سرگوشیوں کو سُن سکتے تو پھر تم دوسری کوئی آواز نہ سنتے۔

لیکن تم نہ دیکھتے ہو اور نہ سنتے ہو، اور یہی اچھا ہے۔

تمہاری آنکھوں پر جو پردہ پڑا ہے اُسے وہی ہاتھ اٹھائیں گے جنہوں نے اس پردہ کو بُنا ہے۔

اور جس مٹی نے تمہارے کان بند کئے ہیں اُسے وہی انگلیاں ہٹائیں جنہوں نے اس مٹی کو گوندھا ہے۔

اور پھر تم دیکھو گے

اور تم سنو گے

لیکن تمہیں اِس پر افسوس نہ ہو گا کہ تم بینائی اور سماعت سے محروم تھے۔

اس لئے کہ اس دن تم تمام چیزوں کے پوشیدہ مقاصد کو معلوم کرو گے۔

اور تم اندھیرے کو بھی برکت سمجھو گے، جس طرح کہ روشنی کو۔

یہ باتیں کہنے کے بعد اس نے اپنے چاروں طرف نظر ڈالی اور اُس نے دیکھا کہ اس کے جہاز کا ناخدا پتوار کے پاس کھڑا کبھی ہواؤں سے بھرے ہوئے بادبانوں کو دیکھتا ہے اور کبھی دُور فاصلے پر نظر ڈالتا ہے۔

اور اس نے کہا:

میرے جہاز کا ناخدا صبر کرنے والا، بے صد صبر کرنے والا شخص ہے۔

ہوا چل رہی ہے اور بادبان پھڑپھڑا رہے ہیں۔

پتوار تک رہنمائی کی تلاش میں ہے۔

لیکن میرا ناخدا چُپ چاپ میری خاموشی کا منتظر ہے۔

اور میرے یہ ملّاح، جنہوں نے عظیم سمندر کے سازوں کو سُنا ہے، انہوں نے بھی صبر کے ساتھ میری باتیں سُنیں۔

اب انہیں مزید انتظار نہ کرنا ہو گا۔

میں تیار ہوں

دریا سمندر تک پہنچ گیا، اب پھر بڑی ماں نے اپنے لڑکے کو اپنے سینے سے لگا لیا ہے۔

آرفلیز کے لوگو خدا حافظ!

دن ختم ہوا

وہ ہمارے اطراف اس طرح بند ہو رہا ہے جیسے کنول آنے والے کل کے لئے بند ہوتا ہے۔

ہم کو یہاں سے جو کچھ ملا ہے اُسے ہم اپنے پاس رکھیں گے۔
اور اگر یہ کافی نہ ہوا، تب ہم پھر اکٹھا ہوں گے اور ایک ساتھ مل کر اپنے ہاتھ اس کی طرف اٹھائیں گے جس نے بخشش کی ہے۔

یہ مت بھولنا کہ میں تمہارے پاس واپس آؤں گا۔

ایک ذرا سی مدّت اور میری آرزو دوسرے جسم کے لئے مٹّی اور جھاگ جمع کرے گی۔

ایک ذرا سی مدت، ہوا کے سینے پر آرام کا ایک لمحہ، اور پھر

کوئی دوسری عورت مجھے اپنی کوکھ میں رکھ لے گی۔

رخصت، تم سے اور اُس جوانی سے، جو میں نے تمہارے

ساتھ گذاری ہے۔

ہم کل ہی تو خواب کی حالت میں ملے تھے۔

تم نے میری تنہائی میں گیت گائے ہیں، میں نے تمہاری

آرزوؤں سے آسمان پر ایک مینار بنایا ہے۔

لیکن اب ہماری نیند اُچٹ گئی، ہمارا خواب ختم ہوا، اور

صبح کا وقت گذر گیا۔

اب دوپہر ہے، ہماری نیم خوابی پورے دن میں بدل

گئی ہے اور ہم کو ایک دوسرے سے جُدا ہونا ضروری ہے۔

اگر بادلوں کے دھندلکے میں ہم ایک بار پھر ملیں گے تب

ہم پھر ایک دوسرے سے باتیں کریں گے اور تم مجھے کوئی زیادہ

پُر اثر گیت سناؤ گے۔

اور اگر ہمارے ہاتھ کسی دوسرے خواب میں ایک دوسرے

سے ملیں گے تو ہم آسمان پر ایک دوسرا مینار بنائیں گے۔

یہ کہہ کر اُس نے ملاّحوں کو ایک اشارہ کیا اور انہوں نے فوراً لنگر اٹھالیا، جہاز کو کنارے سے ہٹایا اور مشرق کی جانب چل پڑے۔

اور لوگ چیخ پڑے، جیسے سب کے دلوں سے ایک ساتھ ندا بلند ہو رہی ہے اور یہ ندا ایک بِگُل کی آواز کی طرح سمندر پر پھیل گئی صرف اَلمطرہ چُپ تھی۔ وہ سمندر کی طرف نظریں گاڑے رہی جب تک کہ وہ دُھند میں غائب نہیں ہو گیا۔

اور جب سب لوگ چلے گئے اُس وقت بھی وہ سمندر کے کنارے کی دیوار کے پاس اکیلی کھڑی رہی، اور اَلمطرہ کے دل میں اس کی یہ بات گونجتی رہی :

"ایک ذراسی مُدّت، ہوا کے سینے پر آرام کا ایک لمحہ، اور پھر کوئی دوسری عورت مجھے اپنی کوکھ میں رکھ لے گی۔"

بین الاقوامی شہرت و عزت کے مالک
ایشیائی مفکر خلیل جبران کے فلسفیانہ
خیالات جو مختلف دنیاوی معاملات کی
تاریک راہوں میں مشعل کا کام دیتے ہیں
اور انسان کو نیا طرزِ فکر اور نیا راستہ دکھاتے
ہیں۔ دُنیا کی تقریباً ہر مہذب زبان
میں اِس کتاب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔